

جلد حقوق بنی مکینہ احمدیہ لکھنؤ

الحمد لله على احسانه

ترجمہ اردو

# شرح حزب البحر

المسمی بہ  
**ہوامع**

دعائے  
حزب النصر

دعائے  
حزب البحر

جسکو

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے زبان فارسی بطور ابہام تحریر فرمایا تھا خاکسار محمد عبد الاحد غفر اللہ عنہ اسکا اردو ترجمہ نہایت پاکیزہ صورت میں اپنے دینی بھائیوں کے نفع کے لئے باضافہ دعائے حزب البحر مع اعتضام و طریقہ ادائے زکوٰۃ و بیان اشارات و بیان فقرات حزب البحر جو واسطہ حصول حاجات کے اسماء جلالی و جمالی پڑھے جاتے ہیں مطابق حضرات نقشبندیہ خصوصاً اکابر اہل بیت خاندان حضرت مولانا شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب فیصلہ منقول از بیاض حضرت مولانا شاہ ولی البنی رحمۃ اللہ علیہ

نقشبندی محمد دی احمدی را پیوری

اِنَّكَ حَبِيْبُ عَبْدِ الْمُتَمِيْنِ يٰ مُوَلَوِيْ عَبْدُ الْاَحَدِ فُجَيْتَانِيْ يٰ دِهْلَوِيْ

نے

دعائے بحسب واقعہ کہی طبع شد



الحمد لله على ما سانه

ترجمہ اردو

# شیخ حزب البحر

المسما بہ  
ہوامع

دعائے  
حزب النصر

دعائے  
حزب البحر

جسکو

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بزبان فارسی بطور الہام تحریر فرمایا تھا  
شاہ کا رم محمد عبدالاحد غفرلہ اللہ عنہ نے اسکا اردو ترجمہ نہایت پاکیزہ صورت میں اپنے دینی بھائیوں کے نفع  
کے لئے باضافہ دعائے حزب البحر مع اعتضام و احتتام و طریقہ ادائے رکوع و بیان اشارات و  
بیان فقرات حزب البحر جو واسطے حصول حاجات کے اسما جلالی و جمالی پڑھے جاتے ہیں مطابق  
حضرات نقشبندیہ خصوصاً اکابر اولیاء اللہ خاندان حضرت مولانا شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت  
مولانا شاہ احمد سعید صاحب قبیلہ منقول از بیاض حضرت مولانا شاہ ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ  
نقشبندی مجددی احمدی رامپوری

اَبْنَاءُ حَاجِي عَبْدِ الْبَقِيَّةِ يَوْمَ لَوْ يَعْزِلُ الْاِخْلَافُ يَحْيَىٰ دِهْلَوِي

دعائے حزب البحر واقع کرکے پڑھو شد



# تصنیف ہست مضامین ہوامع شرح حزب البحر اردو

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۵۰ تا ۵۱
پہلا ہوامع تدریس کے کمال کے پہچان کا	۵۱ تا ۵۲
دوسرا ہوامع اس بات میں کہ حضرت شیخ ابوالحسن	۵۲ تا ۵۳
شافعی قدس سرہ کی ہمت کا تذکرہ کنسی جی تھی	۵۳ تا ۵۴
تیسرا ہوامع پچھتے رہ گھسوں کی شرح میں ہوا	۵۴ تا ۵۵
ابنی کے بیان میں ہیں۔	۵۵ تا ۵۶
چوتھا ہوامع اس نسبت کے کہ ابیہیں کہ شیخ ابوالحسن	۵۶ تا ۵۷
شافعی کو وقت ابی کی تقیم میں ملی تھی۔	۵۷ تا ۵۸
پانچواں ہوامع ہیکل کلمہ کے بیان میں	۵۸ تا ۵۹
چھٹا ہوامع اس حادثہ میں جو بسبب تدریس ظاہر	۵۹ تا ۶۰
کے سلسلہ جنبان ہوا	۶۰ تا ۶۱
ساتواں ہوامع یہ بھی گری طرح کے مشخصات	۶۱ تا ۶۲
کے جوان ہیکل کلمہ سے قولے سیارات کی	۶۲ تا ۶۳
جہت سے لائن ہوا ہے۔	۶۳ تا ۶۴
آٹھواں ہوامع مقدمہ مالی ہے انواع میں جو کتاب	۶۴ تا ۶۵
وست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے	۶۵ تا ۶۶
نواں ہوامع مطلقاً قرآن عظیم کے معانی ہیں	۶۶ تا ۶۷
دسواں ہوامع بیان حقیقت دعوت علیہ اور	۶۷ تا ۶۸
سُس کی شرطوں کا اجمالی اشارہ	۶۸ تا ۶۹
گیارہواں ہوامع حزب البحر کے بعض خواص کے	۶۹ تا ۷۰
بیان میں ہوا اس فقیر نے نور توفیق سے دریافت	۷۰ تا ۷۱
کئے ہیں	۷۱ تا ۷۲
بارہواں ہوامع حزب البحر کے استاد میں	۷۲ تا ۷۳
مقصد مشتمل ۹ ہوامع	۷۳ تا ۷۴
دیگر ہوامع مشتمل ۹ ہوامع	۷۴ تا ۷۵
دیگر ہوامع مشتمل ۹ ہوامع	۷۵ تا ۷۶
دیگر ہوامع مشتمل ۹ ہوامع	۷۶ تا ۷۷

۸۳ حزب البحر کے پڑھنے اور کو دینے کا منقول از  
 یہاں حضرت مولانا شاہ ابی رحمۃ اللہ علیہ  
 حزب البحر کا بیان بیان فقر حزب البحر  
 حصول طبابت کے مع اسما جلالی و جلالی پڑھے  
 جانے ہیں حزب البحر صریح فوائد

# اعتذار

افسوس ہے کہ اس کتاب کا کوئی صحیح نسخہ دستیاب نہ ہوا جو اس کتاب کو درست کیا جاتا اور  
 شایعین اسی پر راضی ہو گئے اس لئے اس کتاب کو چھاپا گیا امید کہ خاکسار کو معذور رکھیں گے

محمد عبد الاحد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحباہ جمیعین اما بعد کہ تکتب فتیویٰ اللہ  
 کہ یہ چند کلمے ہیں کہ میرے دلیں حزب البحر کے پڑھنے وقت الہام ہوئے ہیں اور وہ ایک مشہور دعا ہے  
 شیخ علی مرتضیٰ حضرت ابوالحسن شافعی قدس سرہ کو الہام ہوئی ہے اور ان کلموں کا بیانیہ  
 ہوامع نام رکھا ہے اس میں ایک مقدمہ اور ایک مقصد اور ایک مختصر ہے جبنا اللہ و نعم الوکیل  
 مقدمہ اس میں کئی نکتے یعنی پارک باتیں ہیں جنکے بیان لینے سے حزب البحر کے معنی بھی سمجھ میں  
 آجائے ہیں۔ اور عارفوں کے کلام کا سمجھنا بالکل آسان ہو جائے گا۔

# پہلا ہوامع تدریس کے کمال کے پہچان کا

یہاں سے دعا ہے کہ قبول ہوئی کہ سبب علوم ہو جائے اور حزب البحر مقبول دعا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی  
 بڑی مغفرتوں میں سے کہ بہت طریق سے ہیں ایک یہ ہے کہ ہر چیز اللہ جل شانہ کے کمال کے نہایت ہیں  
 کہ ہر شے میں نہیں آسکتے مگر ان کی کلیات چار قسم میں منقسم ہیں ایک تو کمال اہل اعر اور دوسری کمال  
 خلق تیسری کمال تدبیر جو تھے تدلی اور ان چاروں قسم کی شرح و تفصیل ہماری اوتضیقات سے  
 معلوم کرنی چاہیے یہاں تو ہم فقط ایک علم تدریس کے کچھ رمز بیان کر دیتے ہیں اور جو اس کے  
 ایک شعبہ تدلی کا جو تدلی کے بڑے بڑے شعبوں میں ہے اسے کہہ دیتے ہیں اس واسطے کہ یہاں اول قصہ  
 دو چیزوں کا ہے ایک تو دعا کی قبولیت کا سبب کہ حزب البحر اسی قسم سے ہے دوسرے یہ علم کہ حضرت  
 شیخ ابوالحسن قدس سرہ کی ہمت کا قیلا اللہ کی تحلیوں میں سے کنسی جی تھی۔

جاننا چاہیے کہ جب نفس روحانی مبدع ہوا تو سب سے پہلے اس میں غلبہ ظاہر ہوئی۔ کہ اس نے سورج  
 کی شعاع کے طرح اپنا قہر یعنی غلبہ اپنے سب نقطوں میں بھیجا۔ یعنی اُس کا غلبہ سب طرف ہو گیا۔  
 اس کے بعد جو عقل کے رتبہ میں پیدا ہوا تھا۔ اُس کا غلبہ مادہ میں پڑنے لگا۔ اور مادہ کی قابلیت



کے قدر تو نواستعدادوں کے سبب وہ عکس کی صورتیں معاً اپنی اپنی قوتوں اور لوازموں کے ایک کے بعد ایک ظاہر ہوئیں۔ توجہ متفرق طبیعتیں علوی اور سفلی ہو چکیں تو یہ سب ایک شخص ہو گیا اور اُس نے مبدأ المبادی سے اور ایک حاجت پیش وہ حاجت یہ ہے کہ یہ مخلوق متکثرہ یعنی یہ سب بہت سی چیزیں وحدت ترقیتی کے طور واحد ہو کر ایک شخص ہو گیا اب یہ شخص بھی ہو سکتا ہے کہ محض خیر سے تشبیہ پیدا کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُس تشبیہ سے تخلف پیدا کرے یعنی محض خیر سے خلاف ہو جائے۔ اب جو مطلق درکار ہوا اور اُس کو خیر محض سے مشابہ کیا تو کسی کو کسی کے مشابہ کرنا جبری ہوتا ہے کہ جب بعضی چیز کو بڑھائے اور بعضی کو گھٹائے یہ گھٹانا اور بڑھانا جو فعل ہے اس کا نام تدبیر ہے اس فعل کی اصل اس اعتبار سے کہ ایک ہی جگہ سے صادر ہوا ہے ایک ہے اور اس اعتبار سے کہ اس کے محل بہت ہیں اور اُس کے قابل بہت ہیں کہ انہیں طرح طرح سے ظہور کرے اصلین بے تہایت ہوئیں۔ اس اعتبار سے قوت وجوبیہ نے عالم میں تصرف فرمایا عالم کے تمام حقیقتوں کو فیض میں لائے اور کسی حقیقت کو نواہ وہ جوہر یہ ہو یا عرضیہ ہو۔ یا علویہ ہو یا سفلیہ زحیم و اس لئے اُس کی قوتیں سیدھی سیدھی کامل ہو جائیں شرع شریف نے اس باریک بات کو یوں بیان کیا ہے کہ مؤثر حقیقی ہوا قدرت وجوبیہ تنہا بلا واسطہ کے کوئی نہیں اور سمیت اسباب کے ایک سنت اللہ ہے کہ اُس کے بموجب سب کام ہونے ہیں اور ممکن ہے کہ ہر جائے خلاف عادت ظہور میں آئے اور بیسوں کی کمی و زیادتی اور ہونے نہ ہونے کے طریقے بہت ہیں اور اُسکی مختصر تقریر یہ ہے کہ ہم کہیں جس ممکن کو جہاں چاہے پیدا کر سکتا ہے تو تجلی اعظم بہت سی صفتوں سے مشصف ہوئی اور اُس کے تمام بشمار ہو گئے اُن بہت ناموں کے اہیات تین ہیں ایک تو اللہ ہے اُس شخص اور عین کے طور سے جو اس تجلی کی جہت سے ہوا اور دوسرے قادر یہ اس وجہ سے کہ تمام ممکنات پر جو نفس رحمانی ہیں صورت پکڑیں اُس کو غلبہ اور قدرت ہے۔ اور تیسرے علیم یہ اُس اعتبار سے کہ تمام حقیقتیں عالم کی جو مرتبہ عقل میں ثابت ہوئی ہوں ہیں۔ اس تجلی کے روبرو حاضر ہیں اور حقیقتوں کے پیدا ہونے کے اسباب کے کلیات چار ہیں ایک تو قوت عنصریہ اور دوسرے قوت فکریہ اور تیسری ہیات مثالیہ اور چارویں اعلیٰ کی دعائیں اور جو افضل الاشیاء اعلیٰ اس بلجہ اور علم الہی کی ہیئتیں اور جو اُن سے متعلق ہو قصہ مختصر بعضے وقت محض خیر کی مشابہت مختصر ہوتی ہیں۔ پاکیزہ نفسوں کی دعائیں یہ گروہ اپنی ہمتوں کی کوشش سے کسی مطلوب کو طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہ مدبر یعنی تدبیر کر فیو الالبے اُنکی ہمتوں میں قبض

و بسط کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور عالم کو اس طلب کا تاجدار کر دیتا ہے کَلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی وَ یُخَوِّیْتُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُنْهُمْ مِنْ فَضْلِهِ  
 دوسرا معاملہ اس بیان میں ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کی ہمت کا قبلہ کونسی تجلی تھی

جب اللہ تعالیٰ نے عالم کی کمال تدبیر کو مدبر اور تربیت کر لیا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب تاریک تھی جیسی اندھیری رات حکمت الہی نے چاہا کہ اس نقصان کو دور کرے اور اس پر روشنی کو انتظام سے بدلے تو عالم مثال میں ایک ایسی تجلی ہوئی جس سے حقیقت واجبہ ظاہر ہو جائے تو اُمی نورانی تجلی سے افلاک اور ملائک اور افضل انسان ان سب کے نفسوں میں سے حجر بخت کو نکال لیا اور لباس مثال پہنایا اور اس نورانی تجلی کا جو ایک آگ کے مانند تھی۔ ایندھن مقرر کیا کہ آگ کے واسطے ایندھن چلے تو یہ ایک حجر بخت اس آگ پر پروا دیکھ کر گرنے لگا اور آگ کے درمیان پڑنے لگا اور وہاں سے اپنی خودی سے مبرا ہو کر ناپید ہونے لگا اور ہمیشہ کی سعادت کا نصیب لینے لگا اور اُس آگ کا شعلہ اور بھڑکنا دیکھنے ہونے لگا۔ اور آگ کی سطح میں حجر بخت زما بہت خاص جتنے تھے انہیں کچھ تیز نہ تھی سب ایک ہی تھے لیکن بعد ناپیدا ہونے کے ایک راکھ سفید اور چمکتی ہوئی اُس حجر بخت کی آگ کے قریب پہنچتی جاتی تھی جیسے تنور میں کوڑا ڈالتے ہیں تو اکثر تو آگ اُسے کھالتی ہے اور کچھ نمور کی تہ میں بیٹھ جاتا ہے تو اُس راکھ کے اجزائیں تیز ایک کی دوسری سے ظاہر ہوتی کہ سب جدا جدا معلوم ہونے لگے عالم کا کارخانہ ان تیز و ول و تفاضروں سے یعنی ہر ایک کے جدا جدا ہونے سے منتظم ہو گیا۔ اصل طینت کلبہ نے جیسا کہ اس تجلی کا تقاضا کیا اسی طور اس امور کا تقاضا کیا کہ ان جہان بخت کو اپنے میں کھینچے اور اپنی سطح وحدانی ناپید کرے۔ اور ان راکھ کے اجزا چمکتے ہوؤں کو جو آگ کی تہ میں بیٹھ گئے تھے امر بسط کا خادم کرے تاکہ جو کلبہ امر غیب سے نازل ہوں اُن نفسوں میں لباس جزئیات کا پہنیں اور اس طرح عالم محسوس میں تاثیر کریں جیسے کوئی چیز محسوس جزئی کرتی ہے ذَلٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ یعنی اندازہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ عزیز و علیم کا اس جماعت سے جو ایسے ہیں کہ اُن امور کلبہ غیب سے نازل ہوئی۔ انواع حیوان کا ٹھکانہ بن گئے وہ حالانکہ عرش ہیں اور جو ان سے کم ہیں اور کسی قدر اُن امور کو اٹھایا ہے وہ حافین حول العرش ہیں اور بہت سے ان نفسوں میں ایسے سو اہل فطرت ہیں ان حافین حول العرش



کے مشابہ ہو گئے ہیں مگر انکو وہاں تک سعادت نے نہیں پہنچایا کہ آگ میں جا کر ناپید ہو جائیں اور وہ  
 کی مانند اُس میں جا پڑیں بلکہ انکی مثال ایسی ہے جیسے عاشق شیدا اور ستے گھوڑے تو یہ تجلی  
 اعظم میں اپنی خودی سے کسی قدر غائب ہو کر سرگشتہ ہوں یہ گروہ ایسی ہے جسے آگ کے قریب  
 کی ہوا روشن ہوتی ہے اور آگ کے قریب ہی توتلے وہ آگ سے اُسے جدا جانتا ہے اور شخص کہ آگ  
 سے دور ہو کر اُنہیں اور آگ میں دوری اور فاصلہ تھو وہ شعہ کو ضعیف مسقدر کہے کہ فاصلہ بسبب  
 پہنچنے اُس ہوا روشن کے اور آگ کے جوہر کے اُنکی نظر میں کچھ تو یکساں ہی تھا و اما معلوم ہوتا ہے اور کچھ  
 بیگانگی و جدائی لایا جیسے کتاب کی شعاع سے ہوا روشن ہو جاتی ہے اس طرح اپنے مقام میں مضبوطی  
 سے کھڑے ہیں اور اُن سے کم رتبہ کے اور لوگ ہیں بہت بے نہایت کہ انکی مثال کالہو اور بگن کی ہے  
 سولے حقائق و اسرار کے اور یہ گروہ مانند اُس ہوا کے ہے جو آفتاب کی روشنی سے ہلکے پڑنے کے سبب  
 پردے میں نورانی ہو جاتی ہے بقدر اپنے اپنے مرنے کے اور جیسے ایک شہر کا گھر ہے کہ اُس میں سے  
 کچھ شہر درست ہے اس پر کھیاں لگ جاتی ہیں تو یہ گروہ بھی سعادت رکھتے ہیں ان گروہوں کا نام علیوں  
 ہے جس میں جائے ان علیوں کا سایہ پڑا ہی بہشت ہے خواہ وہ پہلے زمین پر ہوا خواہ مثال میں کوئی  
 جگہ ہو اور علیین کے مقام میں اُن قدر رحمت و رضا اور سرور و خوشی اور اطمینان برتا ہے جسکو آدمی  
 کی طاقت نہیں کہ بیان کرے اور یہاں اُس مقام علیین کا سایہ پڑا ہے وہاں اُس مقام نے وہ رحمت  
 و رفقا و نوشی و سرور بھیج دیا ہے جیسے اس اشی کی کچھ اچھے اعمال و فقی اس واسطے کہ ہشتی جب اپنی  
 اصل صورت و نوع کی طرف رجوع ہوتا اُس کے لئے آٹھ بھی ہے کہ ان بھی ہے زبان وغیرہ سب ہیں اور  
 ہر ایک قوت لذت رکھتی ہے اور رمت و سرور کا منتظر ہے کہ ہر ایک لذت کا ایک قبلہ پیدا ہو کہ  
 اُنکی طرف متوجہ ہونے سے وہ رحمت سرور پورا پورا ہو جائے اور جیسے اولیاء اللہ کو کشف سے معلوم  
 ہوا ہے کہ عالم میں ہمیشہ بہت نفوس علی سبیل التبدل پیدا ہوتے ہیں یعنی ایسے کہ جب انہیں سے  
 کوئی مرنے سے تو ویسا ہی دوسرا پیدا ہو کچھ ابدال اور کچھ اختیار کہ عالم کا انتظام اُنکے ہونے سے ہے  
 اور اُنہیں خود غائب علی سبیل قدر و اشال و تبدل و غرض اسبطلرہ ظلم الہی میں طرح طرح کے بہت  
 درجے ہیں اور ہر درجے میں واجب ہے کہ ایک جماعت ہو اور حیرت جو الہی کسی فرد کو اُس کے رتبہ  
 سے بلند کرے اور اُس کو نور اعظم میں ناپید ہونے سے مشرف فرمائے تو واجب ہے کہ اُس فرد کے  
 جائے کوئی دوسرا قائم ہو کہ وہ مرتبہ خالی نہ رہے جیسے ایک چھت چار ستونوں پر ہوا اور ایک حکیم باہر  
 اُن ستونوں کی جائے اور ستون لگا دے اور پہلے ستونوں کو نکال دیوے بعض حکیموں نے کہا ہے کہ

بل زمین بچھے پروانوں کو اسطور سے کہ فلاں بن فلاں ہی بھول جلتے ہیں اور تیر غیب میں انکے  
 پائے جاتے ہیں اقامت کرتے ہیں تو انکے اوصاف کاملہ میں کسی وصف کے موافق نام رکھ دیتے ہیں  
 جیسے جبرئیل و اسرافیل سو یہ منقولہ اُن کا ایسی ہیئت کے ساتھ فقیر کے نزدیک مسلم نہیں ہے لیکن  
 اس کا منشا اور ماخذ فقیر کے نزدیک مسلم ہے غرض یہ تجلی بطریق حقائق و ہویہ ہے اور اجمال تجلیات  
 الہیہ و ظلم حکمت رحمانیہ کا ہے اگر یہ تجلی ہوتی تو ارادہ متجددہ ظاہر نہوتا اور عالم طبیعت کے مشابہ  
 ہو جاتا یعنی ایک ہی حال پر رہتا اور اللہ بشارت کسی فرد سے دریافت نہیں ہوتا اس واسطے  
 کہ ہر انسان کا اور آگ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو صورت خیالیہ و وہمہ کی آمیزش سے خالی اسطور سے  
 کہ اجمال کی شرح کردی ٹھیک ٹھیک نہیں تمام کر سکتا اور اُس صورت خیالیہ کو ایک منہج اور پشت  
 پناہ چاہیے اور سوائے اس تجلیات کے امام کی صورت خیالیہ و وہمہ کا کوئی پشت پناہ نہیں اور  
 اگر یہ نفوس و داعی کلیہ یعنی مقتضیات کلیہ میں نہوتے تو رسولوں کا بھیجا بطور بدل اور کتابوں کا اور قائم کرنا  
 شریعتوں اور فرقوں یعنی متکبروں کا ہلاک کرنا بوجہ نجات نہیں مانتے نہوتا اور اگر یہ گروہ نفوس تجلی  
 الہی کی طرف نہ کھینچے جاتے تو حشر و اب و سوال و حساب ثواب و عذاب ظاہر نہوتا اور اگر یہ اطمینان  
 و سرور علیین میں نہ ہوتا تو اہل جنت کو طرح طرح کی نعمتیں عالم نیست میں نہ ہوتیں اور ہر تجلی الہی اس  
 اعتبار سے کہ اُس سے حقیقت و اجہ کشف ہو تو ہر شخص کی نظر میں تجلی الہی ہے اُس کے واسطے  
 اُس کے حق میں اُس کے نعمت ہیں اور وہ حقیقت مثلاً ہے جس سے شرح و کشف  
 ذات ہوتا ہے عرش رحمان ہے واجب کے واسطے اُس کے حق میں اُس کے اعتبار کی روشنی ہے یہ ہے  
 حقیقت عرش مثال کی جو مستوی زمان کا ہے یہاں جاتا چاہیے کہ جو مادہ سے مجرور ہے اُسکو بعض  
 رنگ و شکل کی طرف راہے بطریق مقابلہ کہ نہ اُس سے منتف ہونے یا مشتبہ ہونیکے یعنی  
 وہ مجرور رحمت کی تقسیم میں عالم تجرد میں ایسے جگے واقع ہوا ہے کہ عالم محسوس میں رنگ و شکلیں  
 اور آوازیں اُس جگے واقع ہوئے ہیں اور پہلے حکم کے اصطلاح میں منقسم و اقنوم کہتے ہیں۔  
 محسوس اُس مجرور کا ضم ہے اور مجرور اقنوم اُس محسوس کا ہے اور شریعت میں اُسے عرش اور  
 استوا عرش کہتے ہیں اور اگر اس کی مثال چاہیے تو موتیوں کی لڑی کے ساتھ اعداد کی ترتیب کو اور  
 رویدگی کے صورت کو اس رنگ و شکل سے جس سے درخت بنے دیہان میں لا ضرور جو کاغذ پر درخت کی  
 صورت لکھی ہوئی ہے یہ شرح و تفسیر اُس صورت نباتیہ مجرور کے کر رہی ہے قصہ مختصر شیخ کی ہمت کا  
 قبلہ ہی تجلی ہے اُسے دیکھتا ہے اور تیز نظر سے ہمیں غور کرتا ہے اور اس میں سرشت ہے اور اس سوال کرتا ہے اور اس



تیسرا باب بعضے رمز کے کلموں کی شرح میں جو طلسم الہی کے بیان میں ہیں  
 موافق نگارش وقت کے ضرورتاً کہ جاتے ہیں اور سالک کے اختلاف کا میر عقل کی وجہ سے معاف الہیہ  
 میں اس مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے اور اہل ملت کے مختلف قولوں کی تطبیق کی وجہ اجمال یہاں ظاہر ہوتی  
 ہے اور میر میں طلسم الہی کے صاف ہونے کی وجہ یہاں مقرر کی جاتی ہے۔ جن لوگوں کے نفس ناطقہ  
 کو طبیعت کے پردوں سے رہائی ہوئی اگر کسی وجہ سے ہوئی ہو اور غیب کی طرف مطلع  
 ہوئی انہوں نے کمالات حقیقۃ الحقائق کے کچھ دریافت کر لئے اور کچھ سے غافل رہے اس واسطے  
 کہ بشر کا مقدر نہ تھا کہ ان سب کمالات کو دریافت کر سکے ہر ایک اپنی استعداد جبلی اور کسی کے  
 موافق اللہ کی تجلیوں میں سے کسی نئی کیفیت اور اس کے کمالات و جوہر میں سے کسی کمال کی  
 طرف متوجہ ہو وادہ تجلی اس کی ہمت کا قیلہ ہو گئے پھر اس نے جو کہا اس تجلی سے کہا اور جو اشارہ کیا  
 اس کا ٹھکانا وہی تجلی تھی تو ایک گروہ تو اللہ تعالیٰ کے کمال ابداء کی طرف متوجہ ہوا تو نفس  
 کلیہ کو دیکھا کہ وہ بہت مظاہر میں ظاہر ہوا ہے جیسے دریا موجوں میں لٹکے باطن سے و صورت  
 وجودی کا ترانہ جوش زن ہوا اور ایک گروہ اللہ کے کمال خلق کے میدان میں دو دور ہو گئے اور ہر  
 صورت نوعیہ کو دیکھا کہ اپنے اپنے لازم کا تقاضا کر رہی ہے کیا صورت عرضیہ و جوہر یہ اور کیا اجرام  
 فلکہ اور کیا اجسام عنصریہ تو وہ لوگ حکمت طبیعت کے دقیقوں میں پڑے اور علم نجوم و طلسم ان کے  
 دل میں ظاہر ہوا اور ایک فرقہ نے کمال تدبیر میں غوری تو عالم کو تہذیب و تمدن میں وابستہ پایا  
 اور دیکھا کہ اس تدبیر نے صورت نوعیہ کو بالکل گھیر لیا ہے اور قبض و بسط سے انہیں تصرف کر رکھا ہے  
 اجرام علویہ کو مطلق العنان چھوڑا ہے کہ اس کے احکام اس کی وجہ پر موالید میں ظاہر ہوں اور  
 اجسام کو چھوڑ کر رکھا ہے کہ ان کے مقتضایا اپنی وجہ پر سیدھی سیدھی ظاہر ہوں ہر نوعی طبیعت دیکھا  
 کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہے کہ حَفَظْتَ شَيْئًا وَ غَايَتْ عَلَيْكَ الشَّيْءُ اس سے بھی بلندی پر  
 گئی اور مدبر کی حقیقت کو ثابت کیا اور ایک گروہ مدبر السموات والارض نے بے ان کے  
 کوشش و فکر کی تجلی اعظم سے آگاہ کر دیا کہ انہوں نے اثبات واجب کیا اور فردیت خصوصیت  
 اور ارادہ متحدہ اور رسولوں کے اور شریعتوں کے اور اللہ کے دیدار کے بعد موت کے جس طریق  
 سے کہ وہ قائل ہوئے بہ رستہ انبیاء علیہ السلام اور یہ سب سرشتی و فطرتی ہے کہ اللہ نے  
 بشر کی طبیعت میں پیدا کیا ہے اور اس سے مکلف کیا ہے اگر مارتا ہی لینے کمال ابداء

و کمال خلق و کمال تدبیر اس شخص کو معلوم ہوں اور اس مقام یعنی تجلی اعظم کی بحثوں میں غور کرے  
 تو اس کو مبارک اور اس کو خوشخبری ہو اور اگر مارتا ہی اولیٰ نظر میں نہ ہوں تو یہ جہل بسیط ہے  
 الجہل البسیط اقرب للخلاص من الجہل المركب یعنی جہل بسیط بہت قریب ہے رہائی  
 کی واسطے جہل مرکب سے کہ جہل مرکب نہایت بڑا ہے شریعت محمدی نے کہ سب شریعتوں سمیت  
 کامل ہے تدلی کی بحث کو شریعت بنایا ہے کہ اسیہ مواخذہ جاری ہے اور تدبیر کی بحثوں کو  
 شریعت کا باطن بنایا ہے دلوح بھالا ہلہا یعنی جواس کے لایق ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے اور  
 کمال ابداء اور کمال خلق سے سکوت کیا ہے کہ خلقت کی مصلحت اس میں ہے اور عالم کا یہ ارشاد اجمعی  
 طرح سے کمال کو پہنچے یہ ہی ہمارے اشارے کے پھرنے کی جائے جو ہم نے کہا ہے کہ شیخ کی  
 ہمت کا قبلہ کو نہی تجلی ہے اور یہاں سے ظاہر ہو گئے وجہ مطابق ہونے کی دونوں فرقوں کے جو باہم  
 جھگڑتے ہیں وہ کیا ہے کہ ایک فرقہ کہتا ہے کہ اختیار فعل اور پیدا کرنا فعل کا خدا کے اختیار میں  
 ہے اور ایک فرقہ کہتا ہے کہ بند اپنے فعل کا آپ خالق ہے کہ پہلے فرقہ نے صاحب شریعت  
 کے اشارہ کرنے سے سخت تدبیر سے آگاہ ہو کر مدبر السموات والارض کا قہر اور عظمت تمام مخلوقات  
 پر جانا اور دوسرا فرقہ صاحب شریعت کی تصریح کرنے سے بسبب اسباب ذاتی سے جیسے بادشاہ  
 اپنی رعیت کو مکلف کرے بعد اس کے رعیت اپنی عقل و اختیار میں مستقل ہو متوقف رہا اور صغیر الہی  
 کہ خلقت کی حقیقت سے فوارہ کی طرح جوش زن ہے اس کی ذات کے حوالہ کیا جس طرح تدبیر  
 وجود کی بحث میں صورت نوعیہ و مایات اور ان کے لوازم مدبر اور مدبر اور ظرف قابل گئے جاتے  
 ہیں اندر اس کے کہ حکمت خلق میں تعدد اور حمید موجودات میں ثبات کیا جاتا ہے بعد اس کے  
 کہ غلبہ ابداء نے سب کو لپیٹ دیا ہے اور گنجلش یہ کہنے کی کہ اس کا یا میرا یا تیرا کچھ نہیں رکھی ہے  
 ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکلف و وارڈ یعنی ہر بات کو ایک وقت چاہیے اور نکتہ کو اس کے مقام سے کہتا  
 چلے بیٹے اور وہ جو ہم نے کہا ہے کہ حکمت الہی کہ اس تدلی کے مقتضی ہوئی مراد اس سے دو  
 چیزیں ہیں ایک تو جن جہت تمام المدبر ہے کہ مدبر کل نے جو ممکن کی وضع پر پورا کمال کیا ہے  
 اس نکتہ کو بھی خالی نہ چھوڑا کہ ایسے فرد کا لباس پہنکر جو عالم کے سب افراد سے بہت کامل ہو  
 تصرف بادشاہانہ فرمائے تمہارے خیال میں یہ نہ آئے کہ وہ فرد جو مدبر کے مہرور کی جائے  
 ہو سکے وہ زید و عمر وہ لاوا اللہ یعنی نہیں نہیں وہ فرد ایسی چاہیے کہ جس کا حکم تمام ممکنات میں جاری  
 ہو ہر ممکن اس کے سامنے حاضر ہو اور ملکوت ہر شے کی جہاد یا یکبارگی اس کی نظر میں مشمل ہو



اور سب کمال صفتوں سے بالفعل متصف ہو۔ فرویت اور شخصیت اسکی استقدر ہے کہ درودش  
 وامکان کے بعض احکام میں ایسے جلوہ کیلئے اور وقوسین و جویب وامکان کی ملگلی ہیں اور یہ  
 صفت اس حقیقت جامعہ کی اور میں نہیں ہو سکتی، ہاں اس حقیقت جامعہ کے عکس اور آئینہ  
 بہت ہیں کہ بقدر استعداد مادہ کے وہاں طرح طرح سے ظہور کیلئے اور اس حقیقت جامعہ کا  
 نام شیخ ابن عربی کے نزدیک تو حقیقت محمدیہ ہے اور اس فقر کے نزدیک تدلی کل ہے سوا یک  
 تو یہ طرح ہوئی اور دوسرے نمط میں حیث التذہیر ہے کہ عالم غیر حقیقی سے تشبیہ پیدا کرے  
 جیسا کہ تدلی کے حکموں کی قسموں کی قسموں میں بیان کیا ہے۔ یہاں جانتا چاہیے کہ جس جگہ  
 کہ تجلی صورتی کسی کے خیال میں متشکل ہو یا تجلی معنوی کسی کے وہم میں آوے اسی تجلی کا نمونہ ہے۔  
 اور آخرت میں جس جگہ تجلی ہوگی وہ ایسے ظلم کا نقل ہوگا اور یہ جو چہ کہ حجر بہت پروانگی  
 مانند اس آگ میں ناپید ہو جاتے ہیں اس سے ہماری غرض یہ ہے انا کا علم مطلق انکس بدل  
 جاتا ہے ایسی غیبت ہوتی ہے جس میں ہوش نہیں آتا اور ایسی غفلت کہ جس میں ہوشیاری نہیں بلکہ  
 انکس ہو کہ کائنات ہونا ایسی حقیقت سے ہے کہ جو ہر عرش ہو سکے خارج ہیں یعنی ظاہر میں  
 اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ شعلہ زنی اور بزرگنا آگ کا درجہ ہوتا ہے اس بات کا اشارہ ہے کہ  
 ایک حقیقت بسیط طرح طرح کے رنگ مختلف دکھائی ہے اور جو غیب الغیب میں اس کے  
 واسطے کمال ہے اسکی شرح کرتی ہے۔

چوتھا جامعہ اس نسبت کے بیان میں کہ شیخ ابوالحسن شبانی کو  
 رحمت الہی کی تقسیم میں ملی تھی

اور وہ عبارت التجا سے ہے اور کلام الثرین جو نہم سے پہلے نہم کیوں ہے اس کا اسرار یہاں  
 ظاہر ہوتا ہے اور صوفیہ کے قولوں کی مطابقت اس میں ہے کہ روشنی کیلئے یہاں ظاہر ہوتی  
 ہے اور شہود کے اشکال کا حل کہ حرکت ارادیہ سے پہلے مراد کی معرفت ہے ایسی وجہ سے جو  
 مغیر ہو اس مقالہ سے ہوتا ہے سادک جانتا ہے جب مصلحت کلیہ نے چاہا کہ پاکیزہ نفسوں کے  
 گردہ پروانگی طرح نور عرش میں ناپید ہوں کہ نور عرش کی روشنی کمال کو پہنچی اور ارادہ کلیہ  
 کے غلام کہ انداز اسکی خلقت کے درمیان واسطہ ہیں ظہور میں آئیں اور ان نفسوں میں  
 تبدل اشغال جاری رہے مانند بدلنے چھت کے ستونوں کے تو مشابہ ہوں انفسوں کا حال

لکھوں کے حال تجواگ کے بڑگانے کے واسطے ہوتے ہیں یا تیل کے چورخ کی روشنی کے  
 ہوتا ہے اور نفس اس قابل نہ تھا کہ اس دولت کو پہنچے ایسا نفس چاہیے جو نہایت پاکیزہ ہو اور  
 کمال طہارت رکھتا ہو کہ اس دولت کے لائق ہو تو بس ضرور ہوا اس مصلحت کلیہ سے نقاط  
 جہیدہ پیدا ہوئے اور ہوتی میں جس جگہ استعداد نفس پائی وہاں نزول کیا جیسے خدا  
 فرماتا ہے و احطعتک لنفسی اور جیسے ہر نفس کو استعداد نہ تھی اسی طورہائیتوں اور  
 اسواں کو استعداد اسکی نہ تھی بلکہ چند ہیئتیں اور حال ہیں اس مقام کے لائق بدراسوا مت  
 والاوض ان نفسوں کو اول ظہور سے بدر اور مبرا کرتا تھا اور ایک حال سے دوسری اس سے اچھے  
 حال میں پہنچا تھا جیسے پانی کو دیگ میں جوش کریں اور وہ ناپید ہوتا ہے اور جو ہر ہوا سے بدل  
 جاتا ہے تو جب سے وہ پانی نیک تھا اور جب تک کہ نالض ہوا ہو گیا بہت سے درجہ واقع ہوئے  
 اسی طرح وہ نفس اسوقت سے کہ ہوا لامیہ تھی اور اسوقت تک کہ سطح عرش میں ناپید ہوئی اور  
 اپنی انانیت کو قبول گئی بہت سے درجہ واقع ہوئے کہ کتنی سے زیادہ ہیں اور وہ درجے بعض  
 اس قسم سے ہیں کہ ان نفسوں کو علم ان حالوں کا نہ تھا اور ان نفسوں میں سلوک کا ارادہ متشکل  
 نہ ہوا تھا اور بعض ایسی قسم کے تھے کہ ان انقلاب خارجی کا ان نفسوں میں ارادہ شیع ہوا تھا  
 اور معنی علم کو جاحید رکھتا تھا جیسا کہ تم نے جان لیا ہوگا کہ نفسوں میں ہر جیسے تجتجو ایک علم  
 کے ہوتی ہے انما حاصل یہ درجہ بدرجہ بنا ارادہ سے جو ہے اس کا نام سلوک ہے اور اس حالات  
 مختلفہ کا نام نسبت ہے ایک حالت ہے کہ اس کا نام عشق ہے اور ایک حالت ہے کہ اس کا نام  
 استغراق ہے یا داشتیں ہوتا ہے اور ایک حالت ہے کہ اس کا نام التجا اور صدق النقیار ہے۔  
 اور ایک حالت ہے کہ اس کا نام خلق یا طلاق اللہ ہے اور یہ سب لقب ہر چند اطرار میں برابر  
 ہیں پر ایک کے معنی فی نفسہ ایسے ہیں کہ دوسرے کے نہیں جب ازل میں ہر ایک کا نصیب مقرر  
 کیا تو یہ نسبتیں بھی مصلحت کلیہ کی وجہ سے تقسیم ہوئیں اور یہ بیان بہت دراز ہے۔ قصہ  
 مختلفہ نسبت شیخ ابوالحسن شاذلی کی التجا کی نسبت ہے اور غرض التجا سے ایک ایسی حالت ہے۔  
 جیسے شہم کی کہ جب آفتاب بطور ہوتا ہے تو وہ پھٹ جاتی ہے اور بوند بوند اس کی مرقاتی ہے  
 اس حالت میں اگر شہم کو علم ہو تو یہ ناپید ہوتا اس کے علم میں ایک صورت ظاہر کرتا کہ وہ  
 اپنی حول قوت سے مبرا ہوتا ہے اور آفتاب کمال تعظیم سے اپنے میں گھلتا ہے اور اس کے دیکھنے  
 کی تاب نہ لانے جیسے یہ روشنی کی حالت میں ہوتا ہے اپنے سے ساعت بساعت نظر پوشی کرنے



اور اگر کوئی عجز خارج سے اس میں خواہش ڈالے تو دینے شخص کی مانند ہے کہ چلتے چلتے کوئی تھک جائے اور اپنے میں قوت چلنے کی نہ دیکھے اور چلنے کا محتاج ہو اپنے میں عجز دیکھتے یہ اوج نسبت التجا کی ہے اور چونکہ آدمی کو اس نسبت کے دوام کی طاقت نہیں ہے اکثر اوقات اس سے تنزل کرتے ہیں اور التجا کی عوض اس کا نمونہ اختیار کرتے ہیں اور وہ نمونہ کیا ہے سوال میں الحاح کرنے اور جس میں دنیا اور عقبی کی بہتری ہو اس کی طلب کرتے ہیں جیسے چونکہ کہ آدمی کے جسم میں اپنے منہ کو لگا دیتی ہے اور غول پوستی ہے اسی طرح رحمت اللہ میں کہ مینہ کی طرح تدریج کل سے برستی ہے اپنے تئیں داخل کرتا ہے انسان ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا کہ طلب رسول الحاح ہو الحاح کے سوا کچھ اسکی حقیقت ہی نہیں یہ جو بیان کئے یہ ہیں کنایہ حقیقت نسبت التجا کے اگرچہ وہ عبارت میں نہیں آسکتے حاصل کام یہ کہ یہاں کچھ طلب درشت نہیں اور مراد کی صورت سوا ضرورت اس حالت کے تخلیہ ہیں رکھنے کے نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت سب نسبتوں سے بہت فائق ہے اسوجہ سے کہ اسکو تدریج اعظم سے قریب ہے اگرچہ یہ نسبت ایک وجہ سے ترجیح رکھتی ہے حدیث کی کتابوں میں جو کتاب الدعوات روایت کرتے ہیں اس کی حقیقت اور اسکی الحاح اور اپنے سے گزرنے کی کیفیت اُمی کی سمجھ میں آتی ہے جو اس نیت کا صاحب نسبت ہے جب یہ امر جان لیا کہ ولایت کی حقیقت ایک کشش ہے کہ تدریج اعظم کے بیچ میں سے مصلحت کلیہ کے واسطے سے کل بنی آدم کی نسبت خوشترن ہے اور انہیں شنگی پیدا کرتی ہے بحکم یحییٰ بن حکام اللہ میں مقدم ہے اور ہر ایک اولیاء اللہ میں سے ان نسبتوں میں سے جو جو کچھ نصیب ہوئی ہے بیان کرتا ہے بس یہ حقیقت ولایت کی اور تصوف کی اور درویشی کی اور یہ سب بیان ایک طرف ہے لوازم حقیقت ولایت کا کچھ کہنا ولایت کا نہیں ہے ہاں حرکت طبع مقدم ہے۔ جیسے خاک کے نیچے کو اور آگ کے اوپر کو اور مراد کا تصور وجود قوت علمیہ کے ضرورت سے ہے۔ اس لئے کہ جہاں قوت علمیہ ہے وہاں ضرورت حال کا ظل بھی واقع ہوگا۔

### باب پنجم فی بیان کلیہ کے بیان میں

کہ التجا کی نسبت پیدا کرتے ہیں کہ کاملوں کے نفسوں میں جو انبیاء کے وارث ہیں وہ کون قطب ارشاد ہیں اور یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حزب البحر کا الہام شیخ ابوالحسن شاذلی کی روح کے معراہوں میں سے ایک علاج ہے جو اور الہام جزئیہ میں انہیں سے نہیں ہے اور یہاں خوب معلوم ہوتا ہے بہت سی دعاؤں کا اسرار اور تصرفوں کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان مبارک سے

اوقات مختلف اور حالات مختلف میں نکلتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جس نے نسبت التجا میں تربیت پائی ہے خلقت کے ارشاد کے واسطے مقرر کرتا ہے اور اس سے لوگ کوئی رد کرنے میں اور کوئی قبول کرنے میں مختلف معاملے کرتے ہیں حاجتیں بشری اور طبیعت کے ضروریات کے کشش ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اس کو ہر حالت کی نسبت ایک التجا خاص ہوتی ہے اور نہیں تو وہ اپنے اوج نسبت میں از خود رفتہ ہے اور از خود رفتہ کو حاجت سے کیا کام تو ہم حاجتوں کے کلیہ بیان کرتے ہیں سوان میں ایک تو طلب عصمت ہے اور طلب عصمت کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بصیرت نصیب ہوئی ہے اس بصیرت سے وہ جانتا ہے کہ اس کی پاک روح کو قید خانہ میں قوائے بہیمہ اور سببیہ اور کریمہ کی کسی مصلحت کے واسطے قید کیلئے اور یہ قوی ہر طرف سے خطروں اور خواہشوں کے تیراوسر پھینکے ہیں اور وہ اس تیراوار میں عاجز و بیچارہ ہو کر کریم مطلق جل جلالہ سے التجا کرتا ہے اور اپنے تولد و قوت سے بالکل پاک صاف ہو کر کہتا ہے کہ نسبت التجا العصمة فی الحركات و السکونات الخ اور ایک غیس سے طلب کرامت ہے اور طلب کرامت کے معنی ہیں کہ بلا اعلیٰ کی ہمیں خطوط شعاع کی مانند اس عارف کے نفس کو اپنا محفوظ رکھتے ہیں اور دم برہم اس کے نفس میں الہام ایسے ڈالتے ہیں جسے لوگوں کے دل کا حال معلوم ہو جائے اور فراموش صادق ہو اور اس کے رفیقوں کے نفسوں میں اسکی نسبت بہت لطیف الہام کرتے ہیں یا عالم مثال ہے اس کو غالیثیں دکھلاتے ہیں عالم شہادت و عالم مثال جو مختلط ہو جاتے ہیں تو خرق عادت پیدا ہوتا ہے یعنی ایسی باتیں جو خلاف عادت ہوں جیسے ہوا ہر طرف سے چلتی ہے راحت تو دیتی ہے پر آپ نہیں دکھائی دیتی اور اس کے چلنے کا سبب عوام لوگوں کو دریافت نہیں اسی طرح الہام ملاء اعلیٰ کے اور غالیثیں عالم مثال کی خود نہیں دکھائی دیتیں اور اس کے بانفعل موجود ہونیکے سبب یاد نہیں مانند اتفاقا کے ہے اور آثار اس کے عالم میں ظاہر ہیں پس اسکو ریح طیب کہنا بہت خوب ہے تو یہ عارف ہمت کا منہ مقصود کے قبلہ کی طرف کر کے زبان الحاح سے سوال کرتا ہے۔ دَهَبَ لَمَّا مِنْ لَدُنْكَ سِرْجًا طَيِّبَةً الخ اور ایک انہیں سے علم الہیہ طلب کرنے اور اچھے مقام مانگتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل سرت زدن فی علمات قوت عقیدہ علیہ اس عارف کے بہت بھوکے کی مانند مبرا فیاض سے اپنا رزق مانگتی ہے اور اسکی گفتگو سے اس کی طلب حال تراض کرتی ہے لیکن ظاہر سوال کرنے سے عدول کر کے جو آیت کہ نزول کتاب کی مبین ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پردہ غیب سے ایسی وجہ



کہ کلمات اسماء وصفات اسمیں ظاہر ہوں تلاوت کرتے ہیں کہ تائب یعنی کہ تائب فیض چاہتا ہوں کہ  
ظہورات ولایت میں نمونہ ہو بہترین کتب آہیکے نزول کا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل  
ہوئی ہے اور وہ فیض جامع ہوا مہات اختلاق ربوبیت کے مطلق کا اور ہر اسم کا نمونہ وہاں نظر  
آئے ہو اور اللہ اور عزیز اور علیم اور غفر الذنب وقابل التوب وشدید  
العقاب وذی الطول کہ الوہیت سے متفرق اور مراجعت سے متفرق ہے اور یہ گیارہ اسم کا  
تخلیق اولیٰ اکمل اولیا کہ ہے اور یہ بیان بہت دراز ہے محال سیرہ کثیر بکمال تائب ہے اور یہ ہے  
تَبَرُّؤُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِیْمِ کہ گویا بیان حال سے کہ تائب ہے وہی النفس حاجات  
و فہم فطانتہ یہ سکوتی سوال و عنکم و بیانہ یعنی میرے دل میں حاجتیں ہیں اور تم میں دانائی ہے  
میری قاموشی سوال ہے تمہارے نزدیک اور بیان ہے اور ایک ان حاجتوں میں سے آسانی کی  
طلب ہے معاش کی کیونکہ جان تائب کے اس کو معاملے ضرور کرنے چاہئیں سوداگری یا کھیتی یا  
قرض لینا دینا اور وکالت اور کھانا پکانا اور کھانا اور دوستوں سے صحبت رکھنی وغیرہ اور  
طرح طرح کی اور اس شخص کی مرادوں پر نہیں آسکتی جب تک عالم کے قواعد طبعی و ارادے کا مدبر  
مطلق ارادہ کی وجہ سے توجہ نہ کرے تو ناچار عاجزی کرتا ہے آسانی کی طلب کرتا ہے اور چار حالتوں  
کو جبکا بڑا اندیشہ ہے ذکر کرتا ہے ایک توشفت کی توفیق و بدلت کو اس امر میں ہوتی ہے اور دوسری  
غلطی کی جو خیر کے سوچنے میں ہو جائے تیسرے عمر کہ اسکو اور اس کے کارندوں کو کام میں ہو جو جسے  
مزا مت نبی نوع کی جو حصول نفع یا دفع ضرر میں کرتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارا امیر و مالک  
اور ایک ان حاجتوں میں سے پناہ مانگتی ہے ظلمت اور آسمانی بلاؤں سے اور پناہ کی حقیقت یہ  
ہے کہ عارف تدلی اعظم کو یاد کرتا ہے اور اس کے نوروں کو خیال کرتا ہے جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں  
اور ان نوروں کو اپنی چادر بتا تائب گویا اس نور نے اس کے ظاہر و باطن کو ڈھانک لیا ہے اور  
ہر بلا کا علاج ان نوروں سے اپنی کوشش بہت سے طلب کرتا ہے چونکہ عالم نفس اور عالم  
شہادت دونوں باہم مقابل ہیں اور یہ امر مقرر ہے تو بہتر قوت اس نفس و شہادت کے اور  
اس کے پناہ اور نور میں ہو جانے کے ملا علی سے اس کے ضرور دور کرنے کو ابھام نازل ہوتے ہیں تو عارف  
حقیق نہیں مریاس دریا میں غوطہ لگا تائب پہلے تو ان نوروں میں جو زمین میں نازل ہیں ہو جاتا ہے اور  
حقیقت عرش میں لنگھتا ہے اور تیسری حقیقت واجبہ میں من حیث تجلیہ بالتدلی الاعظم عاجزی  
کرتا ہے اور کہتا ہے بسم اللہ یا بنا آہ اور ان حاجتوں میں سے تسخیر عالم کی طلب ہے اور ارشاد غلق

کے لیے اسکو مقرر کرتے ہیں جس کا نفس خلق انسانی مدنی کا رکھتا ہو یعنی اس کے نفس کو مدبر  
بنی آدم کے نفسوں میں شراہ پڑیں کہ اسے فرمانبرداری اور اطاعت ظہور میں آئی اس خاص  
نفس کے اور حقیقت میں یہ شراہ اس کے طالع کے ستارے کے ہوں گے خواہ اس کے  
طالع کا ستارہ شمس ہو خواہ شمس ہی خواہ زہرہ اور ہر ایک کا رنگ لگ الگ ہے اور اس میں بڑا طول  
طویل کام ہے اور بنی آدم میں نفس کے شراہوں کی تاثیر کی اصل تدبیر الہی ہے خواہ وہ انسان  
مدنی ہو کہ جسکی نظری تائید سے عالم ایک شہر بند و سبت والا اور انبیاء والا ہو جائے خواہ وہ نفس  
خبیثہ ہو کہ مزین محرق اس میں تمہر ہو اور اسکو عرف میں عاشق کہتے ہیں خواہ نفس تیز ہو کہ ہمیں  
نفس مزین کی قوتیں لطیفیں اور اسکو عرف میں صاحب نعمت اور صاحب عزیمت کہتے ہیں جس  
نے اس کو بیواسطے تدبیر مؤثر کے جانا وہ حقیقت کام کو نہ پہنچا پس تدبیر الہی کی بنا تبدیل  
و توی عالم پر ہے اور ایک کی تربیت دوسرے سے کرنی اس لئے کہ غیر مطلق سے نسبت  
حاصل ہو جبکہ یہاں مؤثر کے کمر سے ہوا تو حکمت مطلق کا اقتضا ہو کہ مؤثر شمس کے فتح سے بھی  
حاضر ہو تا حکم تاثیر جاری ہو پس الہام اندازہ حالت کے اور از روئے تقریب کے موافق کرنے میں دو باہم  
نسبت و انوں کے تصرف کرتے ہیں اور ظاہر میں اس نفس سے منسوب ہوتا ہے جیسے کوئی کھیتی کرتا ہے اور  
اس کو زارع یعنی کھیتی کرنے والا کہتے ہیں زمین اچھی یا بلیغ اوگنے کے واسطے ہے اور بیج بھی بذات  
خود پیا ہونے کو ہے اور اپنی مثل کا خواہاں ہے اور پانی میں خاصیت اوگانے کی ہے روئیدگی کی  
اس شخص نے جسے زارع کہتے ہیں کیا کیا ہاں وجود مراد کی بعضی شرطوں کی تقریب کرتا ہے اسی  
قدر سے اس کا نام زارع ہے اسی صورت سے جمیع تاثیرات عالم کے قیاس کر لینے چاہئیں -  
خاصیت طبائع رغبت شایہت ہے اور نور تدبیر در میان رکھ کر قدرت و جبریم کی تاثیر سب کی گزشتیں  
باندھ دی ہے - قال اللہ تعالیٰ افریتہم فالتحرثون االتم تزدعونہ امرن ان لا یعون اور کھیتی  
کے ذکر میں اس کے فعل میں اور اللہ تعالیٰ کے فعل ایک نکتہ ہے نہایت دقیق تو اسے خوب غور کرو  
فصلہ مختصر صاحب ارشاد کا نفس ایسا ہے جیسے دیگ میں مچلی پڑی ہوئی آپ ہی آپ تپ پڑتا ہے -  
اور مدبر فیاض سے زبان حال سے تسخیر طلب کرتا ہے اور الخراج کی قوت اپنی قوم کے واسطے بھی  
تا کہ طلب کرتا ہے اور اس حال کو طوطی مقال میں اپنے سایہ کے سچتا ہے اور زبان عجز سے  
کہتا ہے فثبتنا وانصرنا ونخزلنا هذا البحر آکا نشاء کلیہ اور اپنی ذات ایک دریا ہے بسبب  
وسعت رکھنے جمیع افراد مختلف الآثار کے اور تسخیر طلب میں درجہ بدرجہ تعلیم کرتا ہے کہ سحر لانا



کل بحر و بحرنا کل شیء اور منجملہ ان کے بددعایہ منکروں کے واسطے اور منافقان طریقت کے واسطے اور دعلے نیک ہے اپنے مخلصوں کے واسطے جو اُسکی تہذیب و تہذیب ہوئے ہیں کہ شیخ فی قوسہ کالنبی فی امتد جب خدا تعالیٰ ولی کو وارث انبیاء خلقت کے ارشاد کے واسطے فرماتا ہے اُس کے دل میں ارشاد کا داعیہ ڈالتے ہیں اور اُس کی کوشش سے طریقہ براب کرتے ہیں۔ اور اُس پر فائدوں کو جمع کرتے ہیں اور جو اُس کے طریقہ سے مہذب ہو جائے اور اُسکی نصیحت و نیک خواہی کرے اُسکی اُسکو تصور و دیوانہ اور توفیق دیا گیا کرتے ہیں اور جو منکر ہو اور دشمن اُس کے طریقت کا یا منافق اور کھوٹا ہو کہ شک اور شبہ جمع کرے اُس کو رسوا اور سرگشتہ اور نکما کر دیتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ معنی لوح ذہن میں مجسم ہوتے ہیں اور موافق عبادی عادت اللہ کے اُس سے دعا طلب کرتے ہیں یک باری دشمنوں کے مقابلہ میں ہمت کے پاؤں زمین میں جا کر پانچ آیتیں جن میں نزول قرآن مجید کا ذکر طریقہ کے افضل انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُس رسوخ رسالت اور ہدایت میں صراط مستقیم کے اور مستحب ہونا انزال و ارسال کا اور عزت الہی و رحمت تنابہی سے واسطے مصلحت ایک قوم کے جو بیان میں گمراہی اور غفلت کے پڑی ہے اور اپنی قوت سے اُس ہلکے سے نہیں رہا ہو سکتے چاہتے ہیں اور بطریق مقالہ کے معاملہ اپنا اور اپنی قوم کا مستحضر کرتا ہے اور بعد اُس کے ہمت باندھتا ہے اُس جماعت کی پریشان کرنے پر اور اُنکی گردنوں میں طوق خدا تعالیٰ کے عذاب کے ڈالنے کے اور اُنکے کان اور آنکھیں دل کو بیکار کرنے کے اُن منکروں سے جو اس ولی کے واسطے وہ کریں اور اُنکی شکل بُری ہو جائے گی۔ جب اس ولی کے مقابلہ کو آئیں اور ذلت و حقارت کا غبار اُنکے منہ پر پڑنے کو اور اُن لوگوں کے لئے جو اُس کے طریقے میں ہیں اور وہ آپس میں نزاع کر کے چہیتے ہیں کہ اُس کے طریقہ کی رونق کھوئیں تو سوال کرتا ہے کہ ایک دوسرے بغاوت و سرکشی نہیں تو تلاوت کرتا ہے جس ذالقرآن الحکیم پھر اپنے مخلصوں اور مطیعوں کو اپنے ضمن میں لیتا ہے اور اپنی حمایت میں لاکران کا نائب بنکر عاجزی اور زاری کرتا ہے اور حکم جوامع اُنکے دین و دنیا کے بہتری کوشش ہمت سے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے و انصرونا فانک عیدنا صوبین دعا و التجا کے مسلول میں اہل اللہ ان امور میں جو انکو پیش آتے ہیں مختلف تین مذہب ہیں ایک تو ہندی جنہوں نے ہمت جمع کی ہے یا د کرنے میں مدبر السموات والارض کی اور اُس کی قدرت کا ملہ کے اثبات میں اور تعظیم میں اور اسی راز تقدیر و مصلحت ہونے عوارث کا نقطہ قدیم ازلیہ میں اچھی طرح ان پر کھلا نہیں۔

سوال میں مبالغہ کرتے ہیں اور ہر حاجت کی واسطے تجیب کی طرف ہمت سے رجوع کرتے ہیں اور بہت بڑھتے ہیں اور جو درمیان کے درجہ کے ہیں بن پر راز تقدیر کھل گیا ہے اور کثرت عوارث کو وجوب کے رستے میں بندھا ہوا دیکھتے ہیں اور اس رستوں اور تہذیب کو مانند ایک شے کے متحد ہوا لازم ہئیت وجود مطلق سے اور مقتضائے وجودی طبیعت کلیہ کا جانتے ہیں گویا ایک نقطہ بیض جو بیضی ایک بڑا کرہ بن گیا اور منطوقہ اور جو بیضی بطریق وجوب کے طبیعت کرہ سے ظاہر ہوا اُس کرہ کے طبیعت نے خاص حرکت کو طلب کیا اور وہ حرکات مختلفہ و صدرات نوعیہ سے ایک ہو کر اُسکی جبلت کی مقتضا ہوئیں تو اُنہوں نے ضرور زبان کو دھاسے روکا یعنی وہ دعا نہیں کرتے اور اسی نکتہ پر انکشاف کرتے ہیں کہ حسبی من سوالی علیا بحالی اور جو خاص الخاص ہیں وہ اس مافضی سے مشرف ہوئے کہ محلول کے لئے علت نامہ ضرور ہے اور وہ عوارث کے حق میں سوائے امور متعدد دھکے نہیں ہو سکتی بعضی اُس قسم سے جنہیں اہل زمین اختیار اذات الانفس کہتے ہیں اور بعضے خواص طبعیہ میں اگر دبدبہ وجوب حقیقت الامر میں سب کو یکساں شامل ہے یہ سب اختیارات ایک ایک باب مرفیہ میں بغیاض سے بطریق وجوب کے نکلا گویا اپنے میں پٹ کر کرہ پڑ کر خطرے اور داعیہ اور ارادہ شکل ہو گیا ہے جیسے پانی کا بٹیل دیر یا سے خوش میں آیا یا اولاد اور بیخ اور برف کے پانی کا کھلا بندھ ہو کر نام دو سرا ہو گیا ہے وہی وجوب حقیقی ہے اس دو میں سے نکلا اور اُس کا عزم و ارادہ نام ہو گیا اگرچہ اہل حق کی اصطلاح میں اُس کا سوا الہ افراد انسان کی طرف ہے اور یہ داعیہ و ہمت و سوال افراد انسان کے سوا زم ہے علت نامہ کی عارف محقق جب علت سوال کے اور اپنے جوہیت اس طرح ملاحظہ کرتا ہے اس باب میں غرض کرتا ہے لیکن اس کا حق و غالب بخلق نشاء بشر کے نہیں ہو سکتا مگر اس وقت کہ اس تحقیق سے کسی وجہ سے نسیان اختیار کرے اور دیر اندہ اپنی طرف منسوب کرے ناچار جمع کیا بر قدر میں وسیلہ الحاج کو اس واسطے عارف محقق شروع کرتا ہے ساتھ ساتھ معراج مقاصد و مطالب پر توبہ اولیٰ و علم واجب کے اور بعد اُس کے تنزل کرتا ہے ایفائے حق الحاج میں بعد سوال کرتا ہے تو اول بحث میں کہتا ہے یا علی یا عظیم آہ غرض یہ میں تو بیکیں جو جزئیات التجا کی اہمات میں شیخ کو استعدا و اجمالی حاصل تھی اس کی کہان تو مقاموں کو اچھی تفصیل سے بیان کرے وہ بالفعل اس کے لئے حاضر نہ تھی ناگہاں غیب سے اُسے آگاہی ہوئی جیسے خواب کہ بیداری میں جس کی طرف التفات نہ تھی وہ وہاں واقع ہو گئی بسبب استعداد پوشیدہ کے کسی سبب غفیب سے مثلاً جو اس کا معطل ہونا اور



ہمیت فکلیہ اور آئینہ نفس کا رواں حقائق کی طرف ہوجانا اور وہ معرفتیں کہ عارف کا معراج روحانیہ ہے وہی ہے کہ متعدد پوشیدہ کچھ معرفتوں اور مقاموں کو شامل بھی لیکن علم تفصیلی سے نہیں جانتا تھا اور اس کی بہت اس طرف متقل متوجہ ہوتی تھی تاگاہاں حادثہ سلسلہ جنیان ہوا اور اسباب غفیبہ فیض کے میدا ہوئے اور یہ سب ظہور میں پہونچا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

**چھٹا ہامعہ اش حادثہ میں جو بسبب تدریج ظاہر کے سلسلہ جنیان ہوا**  
اس دعا کے الہام نازل ہونے کو شیخ ابوالحسن شادلی کے نفس پر اور یہاں معلوم ہوتی ہیں بیکیں کلیہ علوم کی اور فیوض الہیہ کی تمام اسباب کے مانند زمین پر نازل ہوئے اور عام علوم کس طریق سے تفحص و تقدیر سے تبدیل ہوتے ہیں اور لباس متکثر پہنتے ہیں اور ناغرموں کی نظر سے چھپ جاتے ہیں مرد سر میں شخص علوم خمسہ قرآن کے قیاس سے مقابلہ شبہات عرب اور انکی عادتوں کے اس نکتہ کو منتخب کر کتاب ہے ثقہ لوگوں نے نقل کیا ہے کہ شیخ ابوالحسن شادلی قاہرہ میں تھے کہ حج کے دن قریب آگئے اس حالت میں اپنے پیاروں سے فرمایا کہ غیب سے اشارہ ہوا ہے کہ اس سال میں ہم حج کریں جہاز تلاش کرو پیاروں نے ہر چند تلاش کیا کہیں نہ ملا مگر ایک جہاز پوڑھے نصرانی کا ملا۔ اُس پر سوار ہو گئے جب ننگر اٹھایا اور قاہرہ کی بھارت سے آگے نکل گئے ہوا مخالف چلنے لگی ایک جہد قاہرہ کے نزدیک اس طور کہ قاہرہ کے پہاڑ نظر آتے تھے توقف ہوا جو لوگ منکر تھے وہ طعنے دینے لگے کہ حضرت کہتے تھے ہمیں حج کا حکم ہوا ہے اور وقت آگیا اور ہم ابھی بیٹیں پڑے ہیں ہوا مخالف چل رہی ہے اس سبب شیخ کو رنج ہوا لیکن قوت بردباری سے اُسے بی گئے اتفاقاً شیخ قیلو میں تھے کہ اس دعا کا الہام ہوا جب بیدار ہوئے اس دعا کو پڑھا شروع کیا اور جہاز کے ناخدا کو بلا کر فرمایا کہ علی برکت اللہ ننگر اٹھا دو اُس نے کہا حضرت اگر ہم ننگر اٹھائیں تو اسی وقت ہوا ہمارے سامنے آئے اور ہمیں قاہرہ میں پہنچا دے شیخ نے فرمایا دل میں وسوسا نہ لا اور جو ہم کہتے ہیں اُسے عمل میں لا اور خدا تعالیٰ کی عجیب صنعت دیکھ۔ ننگر کا اٹھانا تھا اور موافق ہوا کا چلنا اور اس روز سے ہوا موافق چلتی تھی کہ میخ سے جو رستے باندھے تھے وہ کھول نہ سکے اُسے کاٹ ڈالا اور نہایت جلد تیر و غافیت اور آسانی و سلامتی سے مقصد مبارک کو پہنچ گئے پوڑھے نصرانی کے طرح کے مسلمان ہو گئے اور وہ نصرانی آرزوہ خاطر ہوا رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بہشت کو جاتے ہیں اور اُس کے فرزند بھی شیخ کی ہمراہ بہشت کو جاتے ہیں اُس نے چاہا کہ یہ بھی اپنے فرزندوں کے ساتھ جائے ملائکہ نے جھڑک دیا تو ان کے دین کا نہیں ان کے

ساتھ کچھ کیا صبح کے وقت اللہ نے اُس کو ہدایت دی کلمہ اسلام پڑھا مسلمان ہو گیا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی کہ وہ صاحب مقامات عالیہ ہو گیا اور اُس اطراف کے لوگ اُس سے تقرب طلب کرتے تھے وہ میکین کلیہ اس حادثہ کے رنگ سے رنگین ہوئیں اور اُس کے عوارض مناسب سے شخص اول کلام میں علم الہی اور اس کا کلام یاد کیا پھر اُس قلق سے جس سے دل پریشان ہوا تھا عصمت طلب کی اور منکروں کے انکار کی کچھ شکایت ظاہر کی اور قلق سے بچنے اور ان منکروں پر غلبہ کے نتیجہ کے طور پر درخواست کی پھر لفظ ثبوتاً و انصران کی تفصیل کی کہ انصونا فانک خدیو الناصون آیا ہوا موافق کا اور آسمانی کا اس حالت میں اور سب حالتوں میں سوال کیا اس وقت چند آیتیں اولیٰ میں کی ہو واسطے دفع قلق اور تقراری دل کے عجب ہیں تلاوت کیں بعد اس کے چند آیتیں جو دشمنوں کے دفع کر نیکیا اور ان کے ساکت کر نیکیا تاثر رکھتی ہیں پڑھیں پھر سورہ غافر کے حفاظت کے واسطے مجرب ہے تلاوت کی اور اپنی حفاظت سب ظاہر و باطن کے شروں سے طلب کی یہ یہ معنی کہ اہل ظاہر علوم شریعت سے واقف ہوں اور اعمال تصرفیہ کو بھی انہوں نے جان لیا ہے اس دعا سے سمجھ سکتے ہیں اور فرق معانی میں پہلے نکتہ کے اور ان معانی میں جواب تقریر کے ظاہر ہے اور یہی ہے تنکر و شخص و تعین عموماً کا بہ سبب تقریر رنگ حادثہ کے جو سبب نزول علوم کا ہوتا ہے واللہ اعلم۔

**ساتواں ہامعہ بیان میں دوسری طرح کے مشخصات کے**  
**جوان ہیا کل کلیہ سے قوائے سیارات کی جہت سے**  
**لاحق ہوا ہے جو عارف کے نفس میں پوشیدہ ہیں۔**

اور یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفوس بشر میں قوائے سیارات کا پوشیدہ ہونا اور بعض چیزوں کو بعض سیاروں کے نسب کرنا اکثر اہل وجدان کے نزدیک مسلم ہے ایسواسطے اعمال تصرفیہ میں ان سے مدد لیتے ہیں ہر چند شریعت میں ان سے نفی اور اثبات حاصل نہیں ہوئی اور یہاں روشن ہوتا ہے کہ ولی کی اکثر کراماتیں اور علوم وجدانیہ اُس کے کوکب کے اندازہ کی قدر ہوتی ہیں جو اسمیں پوشیدہ ہے جس طرح اہمات سفلیہ ہوالید کے نفس میں تاثر رکھتے ہیں کہ جَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدَرِ ذَلَلِ وَهُمْ الْأَحْمَرُ وَمِنْهُمْ أَنْ سَوْدَ اسی طوراً بانی علویہ بھی تاثر رکھتے ہیں لیکن انکی تاثر پوشیدہ



اور دین حق ہے جیسے زمین پر آدمی کا سایہ یا آئینہ میں دیکھنے والے کی صورت کا سایہ ایک طرح کی مناسبت آدمی سے رکھتا ہے ایسا واسطے سر اور دو ہاتھ پاؤں اُس کے ظاہر ہونے میں اور دیکھنے والے کی صورت آئینہ را بطر رکھتا ہے اسی سبب زید کی صورت عمر کی صورت سے ممتاز ہوگی ہر چند آئینہ گہرا یا اُبھرا ہوا یا مفصل کیا ہوا اور صفا اور چھوٹا اور بڑا جب ہوگا اُس میں مختلف ظاہر ہوں گے اور اصل نسبت کرنے میں منسوبیات کے اپنے کو اکب سے حکم طبیعت کلیہ کا ہے کہ اس میں ہاں اور نہیں کی گنجائش نہیں تھر کی صورت کشاف کو تھر کے ساتھ لوح خیال میں کس نے خاص کیا اور تھر کی صورت کشاف کو تھر کے ساتھ اور آگ کو حرارت کیساتھ اور پانی کو برودت کے ساتھ کس نے ربط و یافص کو آگ کی میراث اور بلغم کو پانی کی میراث کس نے مقرر کی یہ سب نیرنگ طبیعت کلیہ کے ہیں کہ نفس روحانی نے اُس کو حمل کیا اور اپنی جزئیات میں ہر تاغرض باعتبار علوم و جہاد نہ کچھ شک نہیں رہا اس امر میں کہ نفس کلیہ نفس جزئیہ ہوتا ہے اور اُس کی صورت عالم میں مستتر یعنی پوشیدہ ہوتی ہے اگر خارج میں اسوقت آفتاب اپنے شرف میں ہو یہاں بھی اپنے شمس شرف میں ہے اور اگر زہرہ اپنے گھر میں ہے تو یہاں بھی زہرہ اپنے گھر میں اور تدریجاً اپنی ہر نفس سے جو اُس میں پوشیدہ ہے اس انداز سے معاملہ کرتی ہے اور ہر معنی متضاد ایف کا مقابلہ درست کرتی ہے کہ اس کا حکم جاری ہو اور عالم بمنزلہ ایک قالب کے ہے کہ اُسٹاد وائے اس کو اپنے نفس میں شخص کر لیا ہے تھر گل کی ایک نظیر اور ہر گھاس خاک کا ایک جواب اول حالت میں مرتب کر دیا ہے بعد اس کے تھر اور سبز و سفید و رے ایسے وجہ سے چھوڑے ہیں کہ آخر کو اُس حالت میں خود کرے اگر کوئی ایک کرے پیدا کرے کہ اُس کے نفس کے گھر میں مرتج ناظر ہو زہرہ کا نظر مؤوت یعنی دوستی سے تو ضرور خارج میں واجب ہے کہ ایک دوسرا نفس ایسا ہو کہ اُس کے نفس کے خلتے میں زہرہ ناظر مرتج کے ہوا اسی نسبت سے جو اول میں تھے تاکہ مراتب عشق ظہور میں آئیں اور اگر بیت اعلیٰ میں ایسا کو کب ہے کہ صاحب اُس کے بیت انفس میں کو کب صاحب بیت الاعمال ہووے میں کوئی بعد پیدا کرنا چاہیے جس کے بیت انفس میں کو کب صاحب بیت الاعمال ہووے اور اگر عورات کے عشق و عدوت میں بحسب ظاہر سبب کوئی نہ ہو تو ضرور کوئی الہام اور ترقیب و خواب کا افراق مصدر تدبیر سے نازل ہوگا تاکہ وہ حالت ظاہر ہو جو عرف کے نفس سے شرارے کرنے پس خلقت کے نفسوں میں اور خلقت اُس سبب سے عارف کے پاس جمع ہوتی ہے ضرور موافق اُس کے کو کب پوشیدہ کے ہوتی ہے اگر زحل سے تو ترک لذت و گوشہ گیری علامت جانب

قیم کا ہونا حاضرین کے نفسوں میں چھپا معلوم ہوگا اور اگر شمس ہے تو غلبہ اور فرمان روائی اور جو مشرقی ہے تو علم و شریعت و دانائی اور شیخ الاسلام ہونا اور اگر زہرہ ہے تو دوستی و محبت و طہارت و اشارت خفیہ بجانب غیب اور جو مقرر ہے تو صاحب امر و خلقت میں واسطہ اور فیروا پائی ہونا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کا معاملہ لوگوں سے اور لوگوں کا معاملہ اُس سے اور کرامات و واقعات و علوم و مقرر فتن اُسکی انہیں رنگوں سے رنگین ہوگی اور بخیر بہت دراز ہے اسکی شاخیں بہت ہیں بنی آدم کی کوششیں علم عظم ہیں اور تعویذوں میں سب اس کا پیر تو ہے قصہ کوتاہ شیخ ابوالحسن شاذلی جنود زہرہ میں سے ہیں انکا زہرہ کی سعادت پر پیدا کیا ہے اور پاکیزگی اور خوشی و دوستی و لطف اور غیب کی طرف پوشیدہ نظر سے دیکھنا اور رنج و مشقت اور اعمال شاقہ سے دور ہونا اور ترک لذت اور انقطاع اور ضیاء کا تقرب و ہونہر ہونا اور دشمنوں کے جنگ و مقابلے سے باز رہنا اور باطن کی نورانیت و ملائکہ کے خلق سے مصف ہونا اور سنجیدہ اور شہوہ آنکروں سے دور رہنا اور ناپاکیوں اور جزئیہ اور خطروں سے یہ سب شیخ کا خلق جلی تھا جب یہ دعا جانب غیب سے شیخ کی طرف متوجہ ہوئی قوت زہرہ نے اُن ہیاکل کلیہ کو سیکھ لیا اور اُن عمویات کو اپنی منسوبیات کے موافق شخص کیا یا نذر اس الہام کے ہو کسی فرد بشر ہر نازل ہو اور اُس کو اُس کا خزانہ خیال کرے پھر وہ الہام عربی ہو جائے یا فارسی یا ترکی حالانکہ وہ الہام صرف نصیحت تھے تمام نفات سے بھر دیا اس جواب کے ساتھ جسے ملک رویا کسی پر افکارے اور اس کو استعداد انفس مانوس صورتوں کے اور مالوف عادتوں کے لباس پہنائے اور وہ تعبیر کا محتاج ہو جائے تعبیر دینے والا ایسا چاہیے کہ اُن صورتوں سے انتقال کرے اور مراد حقیقت کو پہنچ جائے پس نصرت یہاں فقط ظہور طہارت اور انقیاد بشر ہے اُس صفت کے ثبوت کو قہر اعدا اُن کا بڑے اُبھرا نہ غلبہ مالکانہ قوم پر اور مقام دعائیں ساتھ فقرے کے داخل ہیں زہرہ سے نسبت کرنے میں واقع ہونے اور مرتج طیبہ کو بغیر کرامت و عافیت و سلامت طلب کیا اور یس کو سب امروں میں ساتھ عافیت اور تائید غیب کے سوال کیا یہاں عزیز و ریم یاد کیا نہ عزیز و قہار اور نہ عزیز و حکیم ہے نہ جانا کہ اگر شیخ جنود زہرہ میں سے ہے تو قوائے مرتج کا کار فرما ہے کہ کہتے اطمین علی وجہ اعدائنا و انصاف و شہادت الوجہ و عننت الوجہ اس لئے کہ افرادہ آدم کو ضرور ہے کہ ترکیب تو اُسے افلاک کے تو لوازم ہر کو کب کے اگرچہ ضعیف ہی وجہ ہے ہوں اور شہرت اور حفاظت نظام صالح اور اولاد و ازواج کے اُس میں محبت نہ ہو اور



کوئی ایسا زہر ہے منسوب نہیں ہے فی الجملہ جس میں جنگہ مدافعت نہ ہو لیکن ہر ایک کا لازم منسوب میں کیوتروں کی برائی کا حکم رکھتا ہے اور کیوتروں کا مغاضبہ و مدافعت آپس میں اپنے بازوؤں سے ایسا ہے جیسے خوبے بہائم کا لڑنا اور وردوں کا غلبہ کرنا بیچ کنی کی گنجائش رکھتا ہے اور احمس اور امس علی مکاتہم و شاتہ الوجہ اگر ہے صلح ہے زیادہ نہیں واسطے اپنے کمال یسر کے ایک دور باش کہتا ہے واللہ اعلم۔

## آٹھواں باب معہ فہم معانی کے انواع میں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور یہاں ظاہر ہوتے ہیں معانی بطور قرآن شریف کے اور سر کلمہ متضویہ کا اور فہم فی کتاب اللہ جو آدمی مسلمان کو دیا جاتا ہے یہاں ظاہر ہوتا ہے صوفیوں کے بہت سے کلمات قرآن عظیم کے اشارات و اعتبارات میں سوائے اُن معنی مفہوم و منطوق کے جن کا اہل زبان اعتبار کرتے ہیں اور کتاب میں اور رسالے اُنکے واسطے تصنیف ہوئے ہیں اور معانی ہیں جن کو اہل اللہ کام میں لاتے ہیں اور اُس لفظی رادے معنی کی طرف نقل کرتے ہیں جن کو ظاہر کے اہل علم نہیں جانتے اور حیرت میں رہ جاتے ہیں یا انکار کر جاتے ہیں حقیقت میں دلالت انتقال ایک چیز کا ہے طرف دوسری چیز کے یہ سبب کسی علاقہ کے اور وہ علاقہ کبھی وضع ہے اور کبھی طبع اور کبھی عقل اور کبھی انتقال ایک خطہ کا ایک خطے کی طرف حدیث نفس میں کہ صورت ذہنی سے نظر کر کے ساتھ انتقال کرتے ہیں ہم اور کبھی ہوتا ہے کہ اُنکی ضد کو ہم یاد کریں دیکھنے نفس میں کس قدر استعداد ہے اور کس قسم کا خیال میں خزانہ ہے الحاصل کبھی کے باب میں بیان کرتے ہیں اور ہم اُس کے سوا سامع کے ذہن کو پہنچاتے ہیں اُنہیں سے ایک یہ ہے کہ ہر کلام کی ایک حالت ہے کہ حکم نے نفس میں پیدا ہوئی ہے اور اُس کلام کی حامل ہوتی ہے مثلاً نوح میں حزن اور فرحت یا شاد میں خوشی تو اُس کلام کو عارف مستاہلے تو کچھ انتقال کرے اُنکی حالت کی طرف اُس کو اُس کلام کا باطن کہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف اُس کلام کو پڑھتا ہے اور اُنکی خصوصیات کی طرف التفات کرتا ہے اور اُس کی نظر اُنکی حالت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور یہ کلام بمنزلہ اُس کی عینک کے ہو جاتا ہے جیسا تم نے دیکھا ہو گا کہ کوئی دوست یا دشمن چھایا سخت کہتا ہے تو نظر اُس کی دوستی پر ہوتی ہے اور اُس کے اندر کو یاد نہیں رکھتا یا دشمنی پر ہوتی ہے اُس

کلام کی نفرت کو یاد نہیں رکھتا اور اُنکی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور اسی طرح کبھی تلاوت کرتا ہے سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ وَ مَسْنٰی الصُّرُوْدَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اور اُس کو اُنکی پرورش کا سبب اور سب سے بھاگنے اور اُس سے ملنے کا سبب کرتا ہے تو وہ حالت تارایت کا باطن ہوتی ہے کبھی کہا کرتے ہیں کہ فلاں سالک اہل فلاں آیت ہے تو اُس سے مراد وہی حالت ہوتی ہے یا آیت میں ذکر ہو کسی فعل کی برائی یا کسی امر کی تعریف کا اور اُس برائی اور تعریف کا مدار ایک وصف ہوتا ہے جو اُس فعل کی جائے و مقام سے ہو یا اُس کے جزئیات و لوازم سے ہو تو عارف کی نظر انتقال کرتی ہے اُس حقیقت کلیہ کی طرف اور مقام الفاظ میں آیت کے اُنسی حقیقت کی طرف التفات ہوتا ہے مثل عناد و جدال کے انبیاء سے آیات قصص میں حضرت نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب کے کہ میدان رحمت کا وہی عناد و غیر ہے اور اُنہیں سے ایک یہ ہے کہ عارف کسی اسم یا آیت کو تلاوت کرتا ہے اور بہت کثرت کرتا ہے اُنکی تلاوت میں تو حقیقت مثالیہ اس اسم کی صاحب سے جوش کرتی ہے اور اُس کا واقع ہوتا تلاوت کرنے والے کے نفس میں یا جسکی نیت سے تلاوت کرتا ہے اُس کے نفس میں بڑا عظیم ہوتا ہے قسم حال سے مناسب نفس کے اُس کو جالی کہتے ہیں یا اُس کے مشاخر اُس کو جلالی کہتے ہیں وہ صورت ششانیہ تاثیر کرنے والی کہ اُس اسم کے صاحب سے کہ بواسطے طبیعت عالم مثال کے جوش کرتی ہے عارف اس کا اعتبار کرتے ہیں اور اُس کو بطون اسم ذاتی کہتے ہیں اُنسی سبب ہم کہتے ہیں - یَا عَلٰی یَا ذَرِیَّتِمْ نَسْکَکَ الْعِصْمَۃُ اَکَا نُصْرُکَا حَافِظِیْنِ نِکَ اور هَبْ لَنَا قَدْ بَرِکَ اور یٰسَ عَلٰی کُلُوْنِ نِکَ اور یٰسَ اللّٰہُ بَابُکَاہِ دَاخِل ہے حال میں تو قلق اور خفقان کے وقت اُس سے تمسک کرنا نفع دیکھا اور جو کچھ داخل ہے حال میں آیات اور اذکار قلوب بجز در میں نافع ہے اور جو داخل ہے جلال میں وہ قطع تعلقات قلب میں اہل اولاد و مال کے نافع ہے مثل یَا قَہَّادُ الْبَطْرِیْ الشَّدِیْقُ لَا یُکَاۡفِیْ اَنْتَ لَیْسَ لَکَ اَنْتَ قَہَّادُ قَہَّادُ یَا مَزِیْلُ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْ یَقْہَرُ عِزُّوْ سُلْطٰنِہِ یَا مِیْزَلُ اور شرط نفع دونوں فرق کے بہت تلاوت کرنا ہے اور انتظار کرنا اُس صورت مثالیہ کا جو اسم کے صلب سے جوش کرتی ہے اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب کوئی شخص عمل کرتا ہے یا ذکر کرے ملائکہ مومل اس کے صحیفہ اعمال پر لکھتے ہیں ایسی وجہ سے کہ اُس کا ثواب دنیا اور آخرت میں اُس صورت مرقوم سے پیدا ہوا اور اس مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عمل کا ثواب جدا بیان فرمایا ہے اور وہ صورت مرکب ہوتی ہے اجتماع قواعد سبعیہ و شہویہ و عقلیہ سے صورت مختلف میں قلت و کثرت اور ضعف



وقت ساتھ قوت مثال کے اس غیر کو واسطے تعریف اس واقعہ کے عظیم طاس ہے اور وہاں بہت قسم کے عمل نظر میں آئے اور اضطرار ہر عمل کو کہ قدرت قوت شہوت ہے اور قدرت قوت بصیرت ہے اور قوت عقیدہ اس میں کہ قدرت جمع ہوتی ہے دکھائی اور قوت مثال جو قسم کے مضمحل ہونے کے وقت پیدا ہوتی ہے اور وہ ہے اور جو قوت کہ اس کے مبداء میں ہے وہ اور ہے یہاں پہلی قوت مراد ہے قصہ مختصر کبھی کبھار کی صورت کے کلمات انہی میں سے منہ ہوتے ہیں غیر محسوس تلاوت کرنے والے کے نفس کے ساتھ خوشی اور سرور کی قسم سے یا نفس کے لطیف و باریک ہونے کی قسم سے یا اس کے نورانی ہونے سے عارف اس کو آیت سے منہ کہتا ہے اس قبیل سے دُئِنَحَاتِ اللّٰهُ وَ الْاَحْزَانُ فَلْيُؤْمِرْكَ اِيك خاص معنی میں اور کبھی کوئی ذکر مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں عارف کو اس ذکر کا نور پیدا ہوا ہے اور وہ اس ذکر کے اہل میں سے ہے۔ اور وہ بھی اس ذکر کا ایک بطون ہے اور ان میں سے ہے کہ بعض اسماء اور بعض آیات دلالت کرتی ہیں بعض صفات انہی پر اور اس صفات کے متعلق پر عارف کے نفس میں ایک کیفیت ظاہر کرتی ہے وہ کیفیت ایک بدولت سے اس آیت اور اس کے ہوتی ہے اور کبھی کیفیت اس صفت کے ثبوت کے واسطے ذات الہی کے مدد کے اور وہاں اور تخیل میں اس شخص کے حاضر ہوتی ہے اور باطن کے جو اس کو گھیر لیتی ہے اس کو عارفوں کی اصطلاح میں مراقبہ اس آیت کا اور کبھی معنوی اس آیت کے کہتے ہیں جس وقت عارف وہ آیت پڑھتا ہے اس کیفیت کو کہتا ہے اور اس کیفیت سے انتقال کرے یا دلالت کرے مقامات سلوک کے کسی مقام پر مانند توکل و رضا و صبر اور وہ مقام ایک بدولت میں سے ہوتا ہے اس آیت کے جیسے پہلے اشارہ کیا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَهُ دَلَالَتُ كَرَّتِي** ہے اولیاء کے بہت بڑے حالات پر کہ خلق ان کی بارہ اسم کا اور اس کے مانند کا آیت جیسی **اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ** دلالت کرتی ہے توکل کے مقام پر آیت **وَلَقَى اللَّهَ الْإِنْسَانِي** نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَكَّلُ الصَّالِحِينَ تو لیت کے حال پر دلالت کرتی ہے یعنی توجہ ہم ملا اعلیٰ کے واسطے حفاظت اس شخص کے اور ایسی آیتوں کی تلاوت ایسے حالات کو پیدا کرتی ہے اور دین کی یاد دلاتی ہے نفس کو اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرسلین کے حالات کا نمونہ ہے وہ حالات اولیاء اہل ارشاد ہے اور سابقین کا نمونہ ہے وہ ابراہیم اور اصحاب یمن میں توجہ آیت یا حدیث کے اس میں مرسلین کا ذکر ہوتا ہے کہ کئی ہے حالات اہل ارشاد سے اور جہاں ذکر حالات سابقین ہو انتقال کرتا ہے زمین حالات ابراہیم و اصحاب الیمین کے حالات کی طرف اور اسی سبب ہم نے کہا کہ **لَا تَكُنْ**

لَمَّا سَلَكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ سے عارف حالات اصحاب ارشاد سمجھتا ہے اور ان آیات کی تلاوت سے عقائد کا سراغ نکالتا ہے اور ان میں سے یہ ہے کہ اہل اعمال تصریفیہ آیت کے مضمون سے برون ملاحظہ کرنے پہلے دیکھتے مضمون کے اور شان نزول کے مضمون سمجھتے ہیں اور ایک طرح کی دعوت ملیک کے تدریس کے عمل کرتے ہیں اور وہ کیا ہے انتقال شہد سے نقول لینے والے کے انتقال سے ایک شخص کے کلام سے مثل **حَتَّمَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَ عَلَى سَمْعِهِمْ وَ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ** معنی ہے واسطے بیان کافروں کے حال کے لیکن بطریق فال کے دشمنوں کا ساکت کرنا اور ان کے نفس میں تصرف کرنا کہ ابدادینے سے باز رہیں سمجھتا ہے اور مثلاً **الْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعِدَاةَ وَ الْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَلِمًا أَوْ قَدْ دَانَا لَهَا لِيُكَلِّمَهَا اللَّهُ** واسطے دشمنوں کے تفرق اور پریشانی کے کام میں لائے **وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ** واسطے دفع حزن اور دل کی بے قراری کے **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ الْفُتْ** واسطے الفت و مصاحبوں کے اسی قسم سے ہے **إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْيُنِهِمْ أَغْشَاءً** کا دشمنوں کی دشمنی روکنے کی واسطے حالانکہ یہاں مراد قوم کے عداوت اور دین کے دقات نہ سمجھنے سے ہے اور ان میں سے یہ ہے کہ عارف کے نفس میں ایک کیفیت آئی توجہ اور اس وسعت و غیر کے اس حالت میں کوئی قرآن یا حدیث کا اس پر الفاظ ہو بیان کیفیت نفسانیہ سے اور اس آیت یا حدیث سے ایک خطرہ پیدا ہو اس مقام کے نمکوں اور معرختوں میں سے اس کو اعتبار کہتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیل انجمنوں کا قصہ گائے اور سنے والا اس کو اپنے محبوب کی مہربانی یا نا مہربانی کا خیال کرے یا فراق کی تلقین یاد کرے اور اس کی طرف انتقال کرے اور اس کو و جد و خروش گھیرے اور علوم جو مبداء فیاض سے افاضہ ہوتے ہیں انکی حقیقت و قسم ہے ایک تو قسم کہ سلسلہ جناب ظاہری کے نفس کی استعداد کے موافق نازل ہو اور ایک قسم کہ اس کا سلسلہ جناب ہو کسی آیت کا سننا یا کسی حدیث کا یا کسی مثل کا اور دونوں مبداء فیاض سے فیضان میں برابر ہیں یہاں غلطی نہ کرنا اور تصرفات فکر یہ بے سرو پا کو ہمنہ اختیار نہ کرنا شیخ ابن عربی کے خیال اس لئے کہ اصل فیضان الہام ہے اور بیان اس آیت کا تقریب فیضان کے ہے جیسے کبھی صورت خواب بعد اس کی خصوصیتوں کے یاد کرتے ہیں تصرفات فکر یہ کہاں اور الہام ربانی کہاں۔

نوان ہامعہ مقطعات قرآن عظیم کے معانی میں







پس تدبیر الہی بعد اس اکتساب ہیئت کے اقتضا کرتی ہے کہ اس پر قابض کریں بعض منسوبات ملائکہ  
یا قوائے افلاک اور صورت حال مشابہ ہوتی ہے یا یہ کہ گرمی کسی جسم میں پیدا کریں اور وہاں سے  
آگ کے آثار ظاہر ہوں اس لئے کہ آگ گرمی سے روختی رکھتی ہے کیقدر اس کو کھینچتی ہے یہ ہیں  
مغنی دعوت کے بطور عموم اور معنی دعوت ملکیت کے اعلیٰ وجہ الخصوص یہ ہیں کہ دعوت پڑھنے والا تشبیہ  
پیدا کرتا ہے ملائکہ سفلیہ کے ساتھ جو زمین آسمان میں تصرف کرتے ہیں ایسی کسی وجہ سے جو شاہدیت  
رکھے اور داعیمہ ارادے دلیں ایسی وجہ سے کہ مناسب ہو داعیہ ملکیت کے نہ ایسی وجہ سے کہ مناسب  
ہو بہائم کے وداعی کے اور اس تشبیہ کے تقویت کرتی ہے بہت سے عمل کہ ان کو جو دجینہ ملائکہ  
میں جان لیا ہے باوجود اس کی نظیر کے اور اس داعیہ کی تقویت کرتا ہے تلاوت اسما اور آیات  
کی تلاوت سے جو کہ بطریق نقول کے دلالت کرتے ہیں اس داعیہ کی نوع پر اور بعض منسوبات اس  
کو کہ پر کہ مراد داعی کے اس کی سعادت کے منسوبات ہے کام میں لانا ہے اور قبولیت دعا کی وقت  
جو شرع شریف میں انکی طلب کی تخصیص کی ہے ان سے مخصوص کرتا ہے ساتھ ان اعمال کے پس  
اس مجموعی کے سبب عالم مؤثر ہوتا ہے بواسطہ تدبیر الہی کے اس داعیہ سے جس طور عالم میں اثر  
ہوتا ہے ملائکہ کے وداعی کا اور اس داعیہ رنگ الہا اور احاطہ عالم میں نازل ہوتا ہے اسی  
طور اس داعی کے داعیہ کارنگ عالم میں نازل ہوتا ہے تو کہتے ہیں وداعی قبول ہو گئی اور عالم کو  
تغیر کیا اور اس میں تصرف کیا اس تقریر سے دعوت ملکیت کے ارکان واضح ہو گئے کہ پانچ ہیں ملائکہ  
سے تشبیہ اور دل میں داعیہ کا ہونا اور ہمت کی آنکھ اور ہر کو لگنے اور اسما و آیات کا تلاوت کرنا اور  
اس تدار سے جو سعادت سے منسوب ہے اس کا لباس پہنا اور قبولیت اور انشاء روحانیہ کے وقت  
اختیار کرنا اعمال تصریف کا جو اصحاب دعوت ملکیت سے نقول میں جیسے ادا الحسن شاذلی سے کتاب  
سرجیل اور ابوالعباس اونی سے شمس المعارف میں سب بھری ہوئی ہیں ان پانچوں شرطوں کی  
رعایت سے اعمال نصریفیہ کے اختیار میں اجتہاد کا راستہ کھلا ہوا ہے جیسے طبیب قراہدین سے نسخہ  
نکال لیتے ہیں احوال جو شریعت میں امر ہے جس کے روز نہانا اور اسچھ پڑے پہنے اور خوشبو لگانی  
اور سوئے مسجد میں جانا کہ ایک قسم اعتکاف کی ہے اور استغفار اور درود شریف پڑھنے میں مشغول  
ہونا اور غسل نماز پڑھنی اور خطیہ سننا اور جس کے فرض بڑی جماعت سے پڑھنے یہ سب باتیں تشبیہ ملائکہ  
کی قسم سے ہیں اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اول وقت سے جب صبح صادق طلوع ہو روشنی ہونے تک  
صبح کے مقابل بیٹھنا اور اس نور کی آنکھیں لگائے رکھتی اور یا نور کو بار بار پڑھنا ایک ہزار بار اس

کے کیفیت ملکیت کو قوت ہوتی ہے اور حدیث نفسی کو دور کرتی ہے واللہ اعلم اور معذرتوں و غلوں  
کے رکھنا اور دوسرے بیماریوں سے پاک رہنا اور غذا الطیف جو معہہ برسیک ہو جو کیلوس کو آرام دے  
اور کیوس صالح پیدا کرے اور نفس کی باتوں سے دور ہونا اور حجاج کا خطرہ دل میں نہ لانا ان سب  
باتوں سے ملائکہ سے تشبیہ پیدا ہونا ہے داعیہ ہمینفس کی خواہش شہویہ و رعبیہ سے ہوتا ہے۔  
اور داعیہ ملکیت عقل میں ہوتا ہے بسبب نظام خیر کی معرفت کے اور ہیئت کو ایک لباس پہننے سے  
یہ مراد ہے کہ مدس سعادت شمس سے منسوب ہے اور شمس سعادت مشتری سے منسوب ہے۔ اور شمس  
سعادت زہرہ سے اور ثلث سعادت قمر سے۔ اور قبولیت کے وقت آدھی رات اور طلوع صبح کا وقت  
آفتاب کھنکھنے تک اور وقت زوال شمس کے کبہ سما سے۔ اور وقت غروب آفتاب۔ اور رمضان شریف  
کے اخیر کے عشرہ کے طاق راتیں۔ اور ساعت مروجہ فجر۔ اور شب برات۔ اور عشرہ عرفہ۔ اور بعض  
اہل دعوت بخوبی وقتوں کا اعتبار کرتے ہیں اور پسندیدہ وہی ہے جو پہلے اول کہا۔ اور ہیئت سے بیوہ  
خوش مزہ۔ اور درخت ثمرور حاضر کرنے۔ اور ان سے اعمال نصریفیہ میں مدد دھونے سعادت  
مشتری کے مناسب ہے۔ اور طبیب نباتی سعادت زہرہ کے قریب ہے۔ اور پرانے مقبروں کی خاک  
اور طہور وحشی کے پر جیسے گرہے۔ زحل کے قریب ہے۔ اور مرغ کا خون اور درندوں کا چمڑا اور زہا لور  
کا گوشت مزخ کے قریب ہے۔

## گیارہواں ہامعہ حزب البحر کے بعض خواص کے بیان میں جو اس فقیر نے نور توفیق سے دریافت کئے ہیں

اور اس کے استعمال کے طریقہ کا بیان اوپر وجہ کلی کے حزب البحر کا حکم بہت اعمال نصریفیہ میں جاری ہے  
مگر اس کا یہ طریق ہے کہ اس فقرہ کو پہچانے جو اسکی حاجت کے مناسب ہو۔ اور اس بات کا  
پہچانا اس صورت مثالیہ کے دیکھنے سے ہے جو بہت پڑھنے والے کے خیال میں آتی ہے اور اس  
کی مناسبت کی معرفت سے جو کو ایک اور انکے منسوبات سے ہے۔ بعد اس کے تقویت کرتی ہے اس  
فقرہ کی تاثیر اور اپنی مراد کا تصور کرے اس فقرہ کی تلاوت کے ضمن میں اور جب اس فقرے کو  
پڑھے وہی صورت خیال میں لائے اور اس کو بار بار پڑھے تشرمتیہ یا سات دفعہ یا تین بار  
جس قدر میں اس کا نفس منشرح ہو اور جو آیت اس کے مناسب ہو وہ تلاوت کرے اس کے  
ساتھ یا کوئی اسم اس کے مناسب اس کے ساتھ پڑھے اس کے اس حزب کو تمام کرے۔











یامعہ جو مٹھا شیخ کی مہربانی طلب کرنے کے محل میں اور سوال کی تہنید میں اسم رب کو لایا اس واسطے کہ رب مقتضی ہے مہربوب کی تہنیت اور کمال کے درجے کو پہنچانے کا اور قبول کرنے کا دعائے حالی اور دعائے قلی کا کہ وہ دعائے حالی کا سایہ ہے اُس میں سے پیدا ہوتا ہے اُس کی ایسی مثال ہے جیسے درخت کا ہر پتہ طبیعت شجرہ سے راہ رکھتا ہے اور اسی راہ سے جسم برگ کو وہ پہنچا ہے تو اُس راہ کا نام باعتبار طبیعت شجرہ کے ربوبیت ہے اور باعتبار برگ کے التجا سوال اس برگ کی استعداد ہمیشہ بچہ کی طرح پستان تربیت کو چوستی ہے اور پستان تربیت خالص دودھ دیتی ہے اگر اس برگ کو قوت میسر نہ ہوتی تو وہ راہ اُس کی قوت علمیہ میں سایہ بھیجتی وہ سوال قلی ہوتا صاحبان اختیار کے نفسوں میں وہ عزیمت و ہمت کہ فی الحقیقت ترشح اور رسا و جلی سے بہت تاثیر رکھتا ہے اور وہ ہزارواں حصہ ہے وجود مہر ادا کے پورے غلبہ کا۔

**پانچواں شیخ** اس کلمہ سے کہ ملک حبسی اپنے نفس کو مقام توکل اور توفیق یاد دلانا  
 ہے جی آدم سے مراد مانگتے ہیں مگنان توکل کے بھولنے کا ہے اسی لئے شارع نے حاجت مانگنے  
 سے پہلے نماز اور دعا شروع کی ہے تاکہ اس زہر قاتل کے واسطے وہ تریاق ہو اسی طرح جو  
 عارف جمع الجمع کے رتبہ کو پہنچا ہوا ہے اور بسبب توکل کے ساتھ اُس کے حق میں بُرا نہیں  
 ہے اور سوال تفصیل مراد سے اُس کے واسطے تقدیر کا حجاب نہیں ہوتا پہلے سلسلہ توکل  
 کو اپنے میں جنبش دیتا ہے اور نفس کو اُس کے واسطے سے ہشیا کرتا ہے اس واسطے کہ ایسا نہ  
 ہو کہ تفصیل سوالات میں اپنے مقام کے صدق سے گرجائے تو یہ نفس کو جنبش دینا اس کو  
 گواصلوۃ الحاجت ہے اور تریاق کے مانند ہے۔

ہامہ چھٹا شیخ اس مقام میں خاص اُس کلمہ کو یاد کرتا ہے جو بوقتِ اُگ میں پڑانے کے  
حضرت غلیل اللہ علیہ السلام کی زبان سے نکلا تھا کہ حَسْبِيَ مِنْ سُوَائِي عِلْمِي بِحَالِي یعنی اُس کا علم  
میرے حال پر میرے سوال سے کافی ہے اور یہاں ستر یہ ہے کہ جب کوئی کامل کسی کلمہ سے  
انجا گیا ہے ہے حضرت غیب میں اور وہ کلمہ مقبول ہو جاتا ہے اور ملاو اعلیٰ کی ہمتیں اُس  
کی حاجت روائی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو ملاو ساغل میں اُس کلمہ کی عظمت ظاہر  
ہوتی ہے اور پہلے اس کے اعمال نامہ میں خوب چمک رک سے لکھتے ہیں اور وہاں  
سے اس طور جیسے شہد برتن میں سے رستا ہے اُس کی تری جماعت ملائکہ کے نفوس  
میں کچھ سراپت کرتی ہے اور سب اُس کلمہ کے عظمت سے واقف ہو جاتے ہیں

اہل زمین کو التجا کے واسطے اس سے بہتر کوئی وسیلہ آسان نہیں اور یہاں اس  
آیت کریمہ کا سرکہ فہمدا اھمدا اقتدا کا روشن ہوتا ہے اور انبیاء کی التجاؤں کے ذکر کی  
غفلت خصوصاً اس نظم سے جو قرآن عظیم میں حکایت کی گئی ہے عبرانی و فارسی میں نہیں  
یہاں سے واضح ہوتی ہے اہل دعوت کو اس کا بہت اعتبار کرنا چاہیے جیسے ذوالنون کی  
دعا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ اور ایوب کی دعا اِنِّیْ مَسْئِیْ الْقَوْدِ  
وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اور دعا ذکر یا رَبِّ لَا تَدْرُیْ نَزْدًا اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حَسْبِیْ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ  
اور حضرت موسیٰ کی دعا اِنِّیْ مَعِیْ رَبِّیْ سَیِّدِیْنَ مقام جہاں میں اور رَبَّنَا طَهِّرْ عَلَیْ  
اَمْوَالِہُمْ وَاَشْدُدْ عَلَیْہُمْ قُلُوْبَہُمْ جلال کے مقام میں اور حضرت عیسیٰ کی دعا رَبَّنَا اَنْزِلْ  
 عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا حَیْضًا اور حضرت نوح کی دعا اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْصُرْ  
مقام جہاں میں اور رَبِّ لَا تَدْرُکْ عَلَی الْاَرْضِیْنَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دِیَارِ اقامت جہاں میں  
اور حضرت آدم کی دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ

ہا ممتہ سائنواں جنوز بہرہ میں جو نصرت مقصور ہے اور طلب استعدادی اور سوال  
سانی کا اس مزاج کے لوگوں کو تقاضا کرتی ہے خلقت سے کمال استغناء ہے اور اپنے رب کے سوا سب  
بے نیاز ہونا اور یہ کہ دوستی و بہرہ بانی خلقت کے نفوس میں پڑے سوا کسی تخصیص کے کہ  
اُس کے ساتھ تنظیم سے پیش آئیں نہ فقیر اور اُن کا فکا کرنا اور نہ اُن پر تصرف مانکا نہ کرنا اور مقصد  
اصلی افراد بشر کی طرف انکی خصوصیات کے ساتھ چونکہ لحاظ ایک گروہ کا جن پر نصرت ہو یہاں  
طبیعت یہ اسلئے شیخ نے یوں نہ کہا تَنْصُورُ عَلَیْہِ اَوْلَادُہِ یَا عَلَیْ اَعْدَاءِہِ یَا عَلَی  
تَوْحِیدِہِ کیونکہ یہاں مقصود حسن و کمال شخص کا ہے کہ بسبب بعض افراد بشر کے روشن ہو جائے  
و خراب کرنا اسکا جس کا تصور کیا گیا ہے اور نہ اُس کا اُٹسا حال اور مقہور ہونا۔

انصوان ہا مہمہ جو شخص جنود زہر میں سے ہے اُس کا جگر بہت گرا سماء سے کشادہ ہوتا ہے  
لفظ غریزہ و ریم یا غریزہ و غفار سے خدا کو یاد کرتا ہے نہ ساتھ غریزہ و قہار سے اور نہ لفظ غریزہ و حکیم  
اس واسطے کہ جو عزت زہر سے منسوب ہے وہ رحم و لطف و دوستی سے پیدا ہوتی ہے نہ ہیت قہر  
اور نہ استعدا سے کہ وہ مریخ کے منوبات سے ہے اور عزت موصوف حکم و سلطنت و فرمان  
روائے کے منوبات آفتاب سے ہے لیکن ریم بہت عام ہے غفار سے اس واسطے کہ رحم جب



پہنچنے کے گناہوں کے موافقہ کرنے پر بلکہ گناہوں کے دور کر دینے کو مغفرت کہتے ہیں شیخ نے عام کو خاص پر اختیار کیا اور ترجیح دی یہاں جان لینا چاہیے کہ قرآن عظیم کا قہر کلمات ممتام کوٹوں کے افراد پر ہے اسی سبب سے ایک جگہ عزیر قہار لکھا ہے اور ایک جگہ عزیر و حکیم اور کہیں عزیر و بخار اور ہر کامل اپنے مقام کے موافق ایک آیت سے تمسک کرتا ہے اور وہ آیت اُس کی تلاوت ہوتی ہے اور اُس آیت کے اقصاب سے ہوتا ہے۔

**اول** ہا معہ جاننا چاہیے کہ یہ فقرہ جمالی ہے اس معنی سے کہ صورت ثالیہ جو اس فقرہ سے نکلتی ہے مناسب رکھتی ہے نفوس کی اصلاح و تربیت سے پس تو اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ جو بادشاہ یا رئیس یہ چاہے کہ اُسکی رعیت اُس سے موافق ہو اور مخالفت نہ کرے اور اُس سے محبت رکھیں اور موافق شرع اور عقل کے اُس کی تربیت ظاہر ہو اور خدا تعالیٰ غیب سے اُس کے کام بناوے چاہے کہ اس فقرہ کی موافقت کرے اور اس پر بھروسہ کرے **نَسْتَلْكَ الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِلَادَاتِ وَالْخَطَلَاتِ مِنَ الظُّنُونِ وَالشُّكُوكِ وَالْاَوْهَامِ اساترة للقلوب عن مطالعة الغيوب ترجمہ ہم طلب کرتے ہیں تجھے اپنے نفسوں کی نگہ مبانی سب حرکات و سکانات میں جو ہمارے اعضا سے پیدا ہوتی ہے اور سب باتوں میں جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں اور سب داعیوں اور خطروں سے جو ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں جیسے بُرے بُرے عقیدے اور تردد اور حیرتیں اور شر سے اُن اعتقادوں اور تردد کے وہموں سے اور اُن وہموں سے جو دلوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور باز رکھتے ہیں مطالعہ سے حق علموں کے اور تدبیر یا حکمت کے جو غیب میں مستقر ہے اور عوام اُس کو نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے۔**

**پہلا** ہا معہ تجھے عقیدے اور جھوٹے عقیدے اور خطرے اور دوسرے اچھے راستے کے یا بری راہ کے ایک بڑا لشکر ہے اللہ کے لشکروں میں سے کہ بنی آدم کے نفسوں پر اللہ تعالیٰ مقرر کیا ہے تاکہ ان کو درجات قربت و ہدایت میں پہنچائے یا عذاب و دوری و گمراہی میں تو پہلی صورت علمیہ توائے باطن میں متفقد ہوتی ہے اور قوت قلب اُس کی یار ہوتی ہے دونوں سے ملکر مگر چیز کی رغبت یا کسی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور وہ رغبت و نفرت پھر مزاج قلب و طبع اور مدد کے سے ملتی ہے اور اُسے تا کثیر ہوتی ہے اور وہ روانی ہوتی ہے دل کی طرف پس داعیہ جیکو ارادے کہتے ہیں اور حدیث نفس جسکو خطرے کہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اگر یہ نفس اعتقادات

حق رکھتا ہے اور شک اور تردد اور حیرت اُسے کچھ نہیں اور اُسے ہم پریشان کر نیوالے نہیں تو سب امور راہ صواب پر ہوتے ہیں اور انجام کو قرب اور نجات پیش آتی ہے اور جو نفس میں اُسے اعتقاد نہ ہوئے ہیں اور حیرت اور تردد اور غم اور وہم اُس کے پریشان کر نیوالے ہیں اُس کا مال فسخ و گمراہی اور خدا سے دوری ہے اسے از خیلے فخر شان و تنگ شان و دوزخیالے صلح شان و جنگ و شان و بہادری اور نامردی اور سخاوت و بخل اور ظلم و عدل اسی لشکر کے سب نیزنگ ہیں اور درمیان خیر کے لشکر کے مقابلہ اور مقابلہ واقع ہے ایک غالب ہوتا ہے دوسرے کو شکست ہوتی ہے اس واسطے شیخ نے پہلے جو سوال کیا اصلاح حرکات اور سکانات اور وداعی خطرات کا کیا۔

**دوسرا** ہا معہ اعتقادات فاسد کی حقیقت یہ ہے کہ یقین کرے کسی امر کا جو خلاف واقع ہو اور تجر و طلب کی حقیقت یہ ہے کہ حقیقت کے ادراک سے عاجز ہو یا قوت خیالیہ اور وہم سے اُس کی قوت مجر دہ کو روک لیا اور اُس کو حق امور کے اطمینان کی فرصت نہ دی اور حقیقت ادراک کی یہ ہے کہ تخیل اور وہم میں احتمال بے یقینہ پیدا ہو اور نفس کو اطمینان اور رغبت کلی سے باز رکھے اور انکی مزاحمت حرکات و سکانات کی مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص چاہتا تھا کہ جہاد کروں کافروں پر یا بنی منکر کروں اُس کے خیال میں آیا کہ کافر اور گناہگار جو کچھ کرتے ہیں سب تقدیر الہی سے ہے میں کیوں منع کروں تو یہ مزاحمت ہوئی اللہ کے وعیدوں کی جو جہاد اور بنی منکر کے باب میں وارد ہیں یا وہم کافروں اور گناہگاروں کے غلبہ کا پریشان کرے اور اسی طور پر حق کہنے سے یہ باتیں مزاحمت کرتے ہیں اور اسی طرح ارادے اور خطروں کو ٹھنسنے دیکھا ہوگا کہ آدمی تمام شب ایک قبر کی مقدار گہ میں سوتا رہتا ہے اور اُس کو کچھ اذیت نہیں ہوتی لیکن جو اُس کے ذہن پر وہم غالب ہو جائے کہ میں اس جائے سے نہیں نکل سکوں گا تو سخت قلق ہوتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ مر جائے اور آدمی ایک تنہ درخت کی مقدار جو زمین پر پڑا ہو اور فوت کرے اور اسی تنہ درخت کو دو دیواروں پر رکھیں پل کی طرح تو وہم ہوتا ہے گر پڑنے کا ہرگز اُس پر نہیں چل سکتا اور جو چلے تو بے اختیار گر پڑے۔

**تیسرا** ہا معہ اعتقادات فاسد اور تجر و ادراک باطلہ کی دو خاصیتیں ہیں ایک تو باعتبار ہر مہاکہ وہ یہ ہے کہ ان اشیا کا پیدا ہونا اس سبب سے کہ قوائے ہمیہ اور تبعیہ قوت عقلیہ و حسیہ ہو جاتے ہیں اور ملکوت میں کچھ اس کی اصل نہیں ہے کہ اس اصل کا سایہ ہو کر

دوسرا ہا معہ

تیسرا ہا معہ







تَرْكُ الْيَوْمِ شَيْئًا قَلِيلًا وَلَا تَطْرُدِ الْيَتِيمَ بَيْنَ عُيُونٍ ذَٰلِكَ أَفْوَاجُ الْغَافِقِينَ يُرِيدُونَ  
وَجْهَهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيْهِمْ قُوَّةٌ ذَٰلِكَ الْحَيُّونَ اللَّهُ تَعَالَى أَوَّلُ مَا يَرَى مِنْ يَوْمِهِ  
کبھی اہل ارشاد کو کسی کام پر بہت باندھیں گے وقت یا عام لوگوں کو غلط و سخن کہنے کے وقت  
وہم گھیر لیتا ہے قوم کے اختلاف کا لٹکے کام میں اور دیر کر کے میں وعدہ وغیرہ کے جیسے حضرت  
یونس کو اتفاق ہوا اور دلجمعی حاصل نہیں ہوتی اور کچھ پیش نہیں جاتی یہ مقام ہیں مقام اکثر  
پریشانی کے اہل ارشاد کے۔

**چھٹا باب** معہ مبتدی کو اوہام و ظنون کی مزاحمت کے مقام بہت ہیں انہیں سے ایک اُس وقت  
کہ ذکر و اوراد میں مشغول ہو اور کچھ غامض قلب و روح و تنہ وغیرہ کے معاملات سے نہ دیکھے اور  
اس سبب قلق اور بے قراری اور نومیدی ہو اور انہیں سے جو وقت اصل نسبت حضور سے  
اُس کو مشرف کریں لیکن طبیعت نفس سے ایک سیاہ دھواں اُٹھے اور اُس حضور کو برہم  
کر دے یہ سبب غمزدہ ہونے کے مادہ مٹی کا جرح ہو جائے یا بسبب کثرت بُرے غلطوں کے  
سودا و خوں کے جو غیر طبعی ہوں یا بسبب اشیاء محسوسہ کے محبت و عادت کی اس حالت ایک  
عجیب قلق عارض ہو بلکہ بعضے وقت اپنے مار ڈالنے کا خطرہ پیدا ہو اور ان میں سے اُس وقت  
کہ لطیف قلبیہ کچھ آگاہ ہو جائے اور نسبت حضور سے مشرف ہو جائے اور وہاں حیرت و  
دشست دامگیر ہو اور یہ حیرت ساتھ حضور کے ایک حالت پیدا کرے اور یہ توحید و ہجودی جانے  
اور ان میں سے اُس وقت کہ اشیاء کا مضمحل ہونا عین واحد میں اور امر واحد کا ظہور بہت  
صورتوں میں اُسپر منکشف ہو اور ابھی ہر حقیقت کے حکم سے ارتباط کا ستر ظاہر نہوا ہو تو حیرت  
میں رہ جائے اور کبھی ہونا ہے کہ شرع اور عقل کے احکام سے باہر ہو جاتا ہے اور سطح کہتا ہے  
اور عمل خیر میں سستی و کالی کرتا ہے اور انہیں سے ہے اُس وقت کہ توحید افعال کا ستر کچھ منکشف  
ہو جائے اور سببوں کا ستر ابھی کشادہ نہوا ہو کہ نسبت کی نفی کرے اور ایسا ہو کہ اچھے کام بتانے  
والوں اور بُرے کاموں سے منع کرنے والوں سے لڑے اور تقدیر سے تمکک کرے اور ان  
سے ہے حدیث حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اَنَّا اَنْفُسُنَا بَيْنَ يَدَيْهِ لَوْ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شُكْرًا جَدَّ لَہِ اور یہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ  
وجہہ کے ابتدائی سلوک میں تھا۔

**ساتواں باب** معہ عوام قوم کو قدم پھسلنے کی بہت جگہ پیش آتی ہیں انہیں سے ایک یہ ہے

مقام

مقام

کہ دلی مرشد کو جو دیکھتے ہیں طبیعت کے احکام میں کہ کبھی بھوکا ہے کبھی پیاسا اور کبھی در دہل اور  
کبھی عورت کی خواہش میں اور کبھی گرمی اور کبھی سردی میں اور جو دیکھوں کی شفقت میں اور ایسی  
ایسی باتوں میں مشغول ہوا تو ان کے اعتقاد میں تو ایسا ہے مَا لِيْفِي الْوَسْوَیِ الْوَسْوَیِ بَاكِلًا لِّلْطَغَامِ  
وَبَشِیْئَةٍ فِی الْاَسْوَاقِ اور ان میں سے یہ ہے کہ کبھی جس کا وعدہ ہوا اُسے دیر ہو جائے تو بدگمان  
ہو جاتے ہیں حَتّٰی اِذَا اسْتَسْتَعَا سَلَاسِلُ رُسُلٍ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا اِیْ ظَنُّوْا الْمُؤْمِنُوْنَ  
مِنَ الْقَوْمِ انَّ الْحَسْبَ لَمِنْ رِیْطَابِ الْوَاَقِعِ اور ان میں سے یہ ہے کہ ولی مرشد سے طلب کرتے ہیں  
کرامات کو اور تصرف کسی امور میں اور اُس سے وہ ظاہر نہیں ہوتا تو بدگمان اور یہ اعتقاد ہو جاتے  
ہیں اور حقیقت میں ہر ولی سے وہ کرامات ظاہر ہوتے ہیں اُس کے کو کہ سنتز کے مناسب نہوا  
نہ اُس کے سو قرائن عظیم میں بہت چلے نہ کو رہے کہ نبیوں کی تو میں اُسپر معجزوں کا اعتراض  
کرتی تھیں اور نہیں پاتی نہیں اور ان میں سے یہ کہ اس ولی کے معاملہ میں اور اولیاء سے اختلاف  
دیکھتے ہیں کیا احوال و مقامات میں اور کیا خلقت کے ساتھ سلوک میں کوئی ولی متوکل ہوتا ہو اور  
کوئی ولی کچھ نسبت اور کوئی ولی خلقت سے دوستی کرتا ہے اور کوئی ان سے کنارہ تو یہ  
بہت میں رہ جاتے ہیں۔

**آٹھواں باب** معہ کبھی ندلی کل سے ایک خاص نور نازل ہوتا ہے اور اس شخص کے تمام قوی  
اعمال کہ لیتا ہے اور یہ ایسے معنی کی طرف اشارہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ  
فِیْ بَصَرِیْ قُوَّةً وَ سَمْعِیْ قُوَّةً آ آ اور جب یہ نور ملے کہ لیتا ہے اُس شخص کے قوی میں عصمت  
حاصل ہو جاتی ہے اور فعل کی نسبت کسی وجہ سے وہ جو ہوں میں سے خدا جل جلالہ کے ساتھ متحقق  
ہو جاتی ہے جیسا حدیث شریف میں آیا ہے فَاِذَا اجْتَمَعَتْ كُنْتُ سَمْعُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِوَلَدِهِ الَّذِیْ یُبْصِرُ  
اَوَّلُ مَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ شَرِیفٌ مِّنْ اَیَّامٍ اِنَّ الَّذِیْنَ یَنْبَیْءُوْنَكَ اَنْعَامًا یَّبْیْءُوْنَكَ اللّٰهُ مَا دَمِیْتَ  
اَوْ دَمِیْتَ وَلَیْكَ اللّٰهُ كَحٰی اور وہ حالت عجیبہ کامل افراد بشر سے مخصوص ہے اس فقرہ  
کے بطون سے ایک بطن ہے۔

**نواں باب** معہ جو شخص اچھے حال سے بُرے حال میں پڑ گیا ہو جیسے اسراف اور فحش اور ہوا نامرد  
اور عجز یا حدیث نفس نے اُسے پریشان کیا ہو یہ فقرہ نہایت اُس کے مناسب ہے اس کا بہت  
تلاوت کرنا اُسے اُن بلاؤں سے نجات دیکھا فَقَدْ ابْتَلٰ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ ذَلَّلُوْا زُلُوْلًا شَدِیْدًا  
اِنَّ اللّٰهَ لَمَنْ اَفْقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ صَادَعَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ لَازِلًا غَوْرًا

مقام

مقام







**دوسرا باب** تسخیر نشاء کے نشأت میں سے یہ معنی ہیں کہ ملا، اعلیٰ سے الہام و حالات جاری ہوں اس شخص کی اسودگی اور اس کی مراد برلانے کو اس نشاء میں تاکہ طبیعتیں اور خواص اس نشاء کے دھار پھٹنے والے کے نفس سے اور اس کی مراد ملے خلافت نکریں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ تھا کہ فرعون کی قوم سے رہائی پائیں ملا، اعلیٰ کی ہمتوں کے احالہ نے دریا کے اجزائیں ہوائیں مخالفت ڈالیں کہ ہر طرف دریا کے ایک بڑا پہاڑ قائم ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا ملا، اعلیٰ کی ہمتوں کے احالہ نے دریا کے مسخر کر دیا کہ پہاڑ ان کی تسبیح کا جواب کہتے تھے اور لوہا نرم ہو گیا کہ لڑائی میں پناہ بھی ہو اور اہل واولاد کی معیشت کی وجہ بہت آسانی سے اور ہوا اور شیا طین کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسخر کر دیا جہاں چاہتے تھے ہوائے جاتی تھی اور جو کام چاہتے تھے دیو اس کا سر انجام کرتے تھے۔

**تیسرا باب** ان پیغمبروں کا ذکر اور جو اللہ نے ان کے لئے مسخر کیا اور سب سے ایک یہ ہے کہ مراد کو مسخر کرے اور اپنی آنکھوں کے سامنے موجود جانے دوسرا یہ کہ مراد برلانے کی امید تو یہ ہو جیسے ہنر فقدا تہی المؤمنون کے فقرہ میں تقریر کی ہے پھر ان خاص چار پیغمبروں کا ذکر اس سبب ہے کہ ان کا قصہ چاروں عنصر کی تسخیر پر مشتمل ہے دریا اور آگ اور ہوا اور نور خود ظاہر ہے اور بہاؤ اور لوہے میں خاک اکثر ہے اور تمام خاک سے ہے شیا طین کی ترکیب میں ہوا غالب ہے اور بعد اس کے آگ ہے جب آسمان کے نیچے چار عنصر کے سوا یا جو ان سے مرکب ہو کوئی موجود نہیں ہے چاروں کا ذکر کیا اور بعض مرکبات کو بھی گویا تسخیر کہتا ہے کہ چاروں عنصر اور مرکب کو اپنے خاص بندوں کا مسخر کیا۔

**چوتھا باب** حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کو روئی جب نصیب ہوتی ہے کہ تین سو ساٹھ آدمیوں کی کوشش ہو لیتی ہے جب اس کے مونہ تک پہنچتی ہے ان میں پہلے تو میکائیل علیہ السلام ہے جو رزق تقسیم کرتا ہے اور میکائیل کی تیاری کرتا ہے اور آخر کو روئی پکالنے والا ہے۔ اور یہ مثل اس واسطے بیان کی ہے کہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندے کو واسطے ایک نشاء کی تسخیر کو بہت سے نشأت کی تسخیر چاہیے ان میں سے بعضوں کو بنی آدم جانتے ہیں۔ بعض نشأت بمنزلہ مادے کے ہیں اور بعض متلازم اور متجاوز اور بعض اس کے آثار پورا کرنے والے مثلاً خدا تعالیٰ نے کسی تو نگر کو کسی فقیر کا مسخر کیا کہ وہ اُسے کچھ تحفہ بھیجے تو یہاں ہزار نشأت

مسخر ہوئے ہیں جب فقیر کے ہاتھ میں وہ تحفہ پہنچا ہے اس واسطے کہ پہلے تو قوت علم اس تو نگر کے چاہیے کہ وہ اُس کے فقر کو اور اُس کی حاجت کو اور ثواب اس کے دینے کا سمجھے پھر اس قوت علم سے قوت عازمہ یار ہو اور اس خطرے کی تقویت کر لے بعد اُس کے اُس کے پاس مال ہر جہت سے جمع ہوا ہو کہ اُسے تحفہ بھیجنا آسان ہو بعد اُس کے خزانچی مطیع ہو کہ وہ دیر نہ کرے اور نافرمانی نہ کرے پھر اُس کو جس کے ہاتھ بھیجے مسخر کرے کہ وہ غلطی نہ کرے اور دیر نہ لگائے علی ہذا اقیاس باقی نشأت ہیں کہ ان کا ذکر بہت طول طویل ہے شیخ جو یہ سب امر علی لدنی سے پہچاننا ہے اپنے سوال میں تعلیم کرتا ہے کہ سخن لانا سخن بھروسہ ناکل شئی۔ اور دوسرا کلمہ پہلے سے بھی زیادہ عام ہے کیونکہ بحر تو ایک نشاء کلیہ اور مجموع کل کو کہتے ہیں اور شے فرد اور جزو پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔

**پانچواں باب** شیخ کل بحر هو لك ویا من بیدہ ملكوت كل شیء کے لفظ میں استحضار کرتا ہے اللہ کی قدرت و جوہر جوہر چیز بر تقدیر ہے اور استحضار میں یہ فائدہ ہے کہ التجا کا صدق اور امید اچھی تحقق ہوتی ہے۔ یہاں یہ جان لینا چاہیے کہ ہر ایک شے کے واسطے ایک خاص ملکوت ہے اور خاص شریعت ہے اس واسطے کہ صورت نوعیہ اور صورت تخصیص ہر ایک کا الگ الگ مقتضی ہے اور قبض و بطحہ نشاء کے صفات کا موافق اس نشاء کی طبیعت کے ہو گا۔ اور علیٰ غلظہ کو جب نفس کلیہ نے ذات بحت سے قبول کیا جیسے آئینہ میں آفتاب کی صورت تو نور ظاہر ہوا اُس کا قہر ان سب میں جو نفس کلیہ میں پیدا ہو گا اور ہر چیز میں اُسی چیز کی راہ سے آیا اور اُس کا خاص فعل جو قہر ہے ہر جائے اُسے جلنے کے رنگ سے رنگین ہو گیا قہر خاص ہر چیز کا اُس چیز کا ملکوت ہے۔

**چھٹا باب** کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ملکوت مثال کو ایک شخص کے واسطے مسخر کرتے ہیں اور ملک شہادت کو نہیں کرتے اُس کے وجود غنائی یا ریاست کسی مرتبہ میں مراتب میں سے اور تو اُسے ملک جو اس شخص کے طالع میں پیدا گئیں ہیں اُسے کوتاہ کرتی ہے خارج میں ظاہر نہیں ہوتا مگر غنائی یا تہائی اُس کا اور ملکوت مثال اس کا مسخر ہوا ہے ملک شہادت نہیں ہوا اور ایسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سماوی تدبیر کو اس شخص کی مراد کے موافق بسط کرتے ہیں اور تدبیر ارضی اس سے تنگی کرتی ہے تو تدبیر السموات والارض کا حکم عدلی یہ ہوتا ہے کہ تدبیر سماوی کو استدراج کرتے ہیں کہ تدبیر ارضی سے منافقہ نہ کرے جیسے خواہے فلیکھ ایک شخص کے



کے سفیر ہونے کا تقاضا کرے حالانکہ وہ شخص حبشہ میں پیدا ہوا ہے بعضے اہل لٹریچر نے اس پر  
 کہ صورت مثالیہ کو دریافت کر لیتے ہیں تمام وسعت سے اور گمان کرتے ہیں کہ بقدر وسعت  
 اس صورت مثالیہ کی خارج میں حادث ہوگا اور اس کی خبر دیتے ہیں اور قیاس سے اس  
 حادث مقدار مقرر کرتے ہیں اور وہ غلط نکتہ ہے شیخ بسبب وسعت اپنے علم لدنی کے جو  
 خدا نے اُسے دیا ہے اُس امور کو پہچانتا ہے اس واسطے کہ کتاب و سحر ناکل بجز ہونے لارض  
 والسماء والملك والملكوت۔

**ساتواں باب** معجزہ تخیل معجزہ دنیا کہتے ہیں دنیا کے نشانات کے اثر قبول کر نیو ملازمتی کی ہمتوں کا  
 کہ دنیا کی سعادت جیسے مال زیادہ ہونا اور اولاد اور یار دولت اور عمر اور اطمینان نفس اور  
 آسانی سے امور معاش وجود میں آئے اور آخرت کی تخریب سے یہ مراد ہے کہ شخص کی عبادت  
 اس کے اعمال میں بہت اچھی طرح لکھی جائے اور اس کے اترنے کی جگہ کو ناقص نہ کر دے اور  
 روح طیبہ طبعین سے اس عمل کی صورت میں آئیں اور کچھ اور ہے اُس کو منور دی کہ ہر ساعت  
 بڑھے اور زیادہ ہو حدیث شریف میں آیا ہے ہر ہا کم بڑی احد کم فلوہ یعنی اُس کی ایسی  
 پرورش کرتے ہیں جیسے کوئی تم میں سے اپنے فرزند کو پرورش کرے اور قیامت کے دن  
 قوتہ مثالیہ ہو جب اس کی طبیعت کے تشریح کرے۔

**آٹھواں باب** معجزہ اگر کچھ لوگوں کو اپنے دشمنوں سے لڑائی واقع ہو اور ہر ایک اپنی طاقت کے  
 موافق عداوت اور دشمنی کرے اور بہت کی کوشش سے ایک دوسرے پر غلبہ چاہیں تو یہ  
 فقرہ اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کے بہت تلاوت کرنے سے عین لڑائی میں لطیف  
 غیبیہ پیش آئی اور دشمن پر فتح متحقق ہو جائے۔ اور اسی طرح کوئی کام ایسا اٹک جائے کہ اُس  
 کی تدبیر سے عاجز ہوں یا کوئی ایسی سخت بیماری ہو جس کے علاج سے طبیب عاجز ہوں اس  
 فقرے کی بہت تلاوت کرنے سے ایسا لطیفہ غیبیہ ظہور میں آئے وہ کام بجائے اور اُس مرض کو  
 شفا ہو جائے خواہ وہ اسکو جانے خواہ نہ جانے اس سے ظہور میں آجائے کھبعض اقصونا فائدک  
 خیر الناصرین وانفتح لکافانک خیر الفاتحین واعقلنا فانک خیر النافذین وارحمنا  
 فانک خیر الراحمین وحفظنا فانک خیر الحافظین وارزقنا فانک خیر الرازقین  
 واهدنا وانجنا فانک خیر المخلصین ترجمہ عالم شہادت میں آتی ہے صورت غیبیہ جو  
 ملکوت میں تصور پہلے ہو چکی ہے اور وہاں سرایت کرتی ہے چھپنے اور کمال غلبہ سے ظہور کرتے ہیں

ساتواں باب

آٹھواں باب

کمال نفوس بنی آدم کے جب یہ قدس کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں اور یہ شرح ہے تخریر کی اور بیان ہے  
 اُس کے بعض صورتوں کے وقوع کا مدد کر ہماری اس لئے کہ توئی بہت اچھا مدد کرنے والا ہے اور  
 روکر دے ہمارے کام اٹکے ہوئے کہ توئی بہت اچھا کام نکال دینے والا ہے اور بخشدے ہو کہ توئی  
 بہت اچھا بخشنے والا ہے اور رحم کر ہم پر کہ توئی بہت اچھا رحم کرنے والا ہے اور روزی دے ہم کو  
 کہ توئی بہت اچھا روزی دینے والا ہے اور حفاظت کر ہماری کہ توئی بہت اچھا حفاظت کرنے  
 والا ہے اور راہ دکھا ہو کہ توئی بہت اچھا راہ دکھانے والا ہے اور خلاصی دے ہم کو  
 ظالموں کے ہاتھ سے۔

**پہلا باب** معجزہ جب اول کلام میں ذکر کیا گیا ہے فقہیتنا وانصرنا وانشحننا ہذا  
 الخیر شیخ نے چاہا کہ اُس کی شرح اور بیان کرے تو تین فقرے بیان کرے انصونا وھبنا  
 اھ اللھو بھسلنا اھ اسواسطے کہ معجزہ زاری وانکساری کے مقام میں بقدر عجز و الخاج  
 زیادہ کرے اسی قدر قبول کے نزدیک ہے۔

**دوسرا باب** معجزہ یہ فقرہ گویا صورت سعادت زہرہ کی ہے اور اُس پر آمادہ کرنیوالے کوئی  
 شے نہیں سوائے طبیعت زہرہ کی جو شیخ کے مزاج میں مستتر یعنی چھپی ہوئی ہے اس مقام پر  
 جان لینا چاہیے کہ الہامات عالیہ جو کامل افراد بشر پر نازل ہوتی ہیں اپنے ساتھ لاتے ہیں بعض میں  
 کو اکب کو انجیل میں ایک قصہ مذکور ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت گاہوں میں جیسے آدمی کبوتر  
 پھینکتے تھے بغیر الہی جوش میں آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفس کو اپنا ہاتھ کیا اور عیسیٰ  
 علیہ السلام نے کوشش کر کے کہ حاضر کیا اور اُس پر سوار ہوئے اور آپ کے حواری  
 آپ کی رکاب میں تھے اور بچو بڑھو کہتے ہوئے چلے اور ان عبادت گاہوں میں پہنچے اور ان کبوتر  
 فروشوں کو بہت جھڑکا اور ملامت کی اُس گروہ پر بہت الہی غالب ہوئی اور وہ اُس کام سے  
 باز آئے اور بعضے بھاگ گئے اور یہ ایک بڑا واقعہ عظیم ہو گزر رہے کہ پہلے نبیوں نے اُسکی بشارت  
 دی تھی اور اکب جہاں اپنے کلام میں حضرت عیسیٰ کو کتنا بتا رہے تھے سو اس واقعہ میں حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کا گدھا منگا نا اور اُس پر سوار ہونا اور حواریوں کا بچو بڑھو کہتے ہوئے ساتھ ہونا کیا  
 تھا کہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں ستارہ شتری جو برج حوت میں ہے مستتر یعنی  
 پوشیدہ تھا اور یہ صورت اُس شتری سے بہت مناسبت رکھتی ہے گویا کو اکب کے دفتر ملکوت  
 دفتر میں سے گھسیا گیا تھا کہ نسبوبات شتری سے جو حوت میں ہے ایک شخص اہل الہی کا ٹھکانا اور



عنایت الہی کے باتوں میں سے ایک ہاتھ ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے داعیہ نازل ہوا تو اپنے ساتھ لیا اُس مشتری کی تمام صورت کو اور یہ صدق کی نہایت ہے جیسے آئینہ کی صدق کی نہایت یہ ہے کہ دیکھنے والے کی تمام صورت بے کم و کاست اُس میں نظر آئے علیٰ ہذا انقیاس اس دعائیں کہ معراج روحانیہ سے ہے تمام سعادت زہرہ کی ظاہر ہوئی کہ آپ ہی آپ چمکنا اور محبت اور مہربانی میں لوگوں کا مرجع ہونا اور ان کے ہونے کا مکمل آئے کہ انتظار کی کارِ نج نہ اٹھاتا پڑے اور گناہ دور ہونے اور آنسو دگیوں اور ناپاکیاں زائل ہونے اور رحمت الہی اور رزق کی کثرت اور حفاظت اور ہدایت سب اس مقام کے شعبہ ہیں۔

**تیسرا باب معہ** جیسے یہ فقرہ زہرہ کی سعادت سے مناسبت رکھتا ہے اسی طرح ٹھیک نمونہ ہے اُس حالت کو جو علین میں افراد بشر کو پیش آئے گی انکو رحمت الہی نے بغل میں لیا تو ایک خوشی مقدس جسکو نصرت کہہ سکتے خود بخود چمکنے لگے مانند شمع کا فوری کے اور جو اس شخص سے کام متعلق ہیں وہ غیب سے درست ہو جائے اور ہمیت تاریک سفلیہ سے بنیاری کہ اُس کو مغفرت کہتے ہیں اور قدس کی طرف کشش انس کی رو سے اور جانب مقدس کی رغبت اُسکی طرف بوجہ پہچانے بہتری کے کہ اُسے رحم کہتے ہیں اور جو چیزیں اُسے درکار ہوں وہ پہچانیں کہ اُسے رزق کہتے ہیں اور سب نالایق بُری باتوں سے بچاؤ کہ وہ حفظ ہے بیشیخ اس فقرے میں اسے ہدایت علین کو ایسی وجہ سے حکایت کرتا ہے کہ اُس سے بہتر نہیں تصور ہوتے۔

**چوتھا باب معہ** یہاں جان لینا چاہیے کہ جب تبیخ پڑنے والا ایک کلمہ کو کثرت سے پڑھتا ہے تو اُس کلمہ سے ایک حقیقت مثالیہ اُس کے موافق جوش زن ہوتی ہے اور ذکروں اور وردوں کی مراد کا کہ واسطے قرار پکڑنے مناجات کی حلاوت کی اُس کی بیشگی مطلوب ہے لحاظ اس حالت کا چاہیے کرنا جیسے طبیب حاذق غذا اور دوائیں اس حالت کی رعایت کرتا ہے جو بعد کیوس و کیوس کے آدمی کے بدن میں پیدا کرتی ہے اخلاط کا تعفن دور کرنا اور اُس کا کم یا زیادہ کرنا اسی طرح عارف محقق اس صورت مثالیہ کے مزاج کا دعا کے لفظوں میں لحاظ کرتا ہے تو اگر کوئی کلمہ صرف ذات الہیہ پر بغیر ملاحظہ کسی وصف کے اوصاف میں سے دلالت کرتا ہے تو صورت مثالیہ اُس کے نہایت تجربہ اور یاری کے ہوگی اور سب آدمیوں کی طاقت اُس کے اٹھانے

سے عاجز ہو گئے اور اُس کو کثرت سے پڑھنے سے احکام بشریت سے نکل جانے کا فائدہ ہوگا اسی واسطے شریعت میں ذکروں کے باب میں کوئی کلمہ ایسا نہیں کہ فقط ذات پر دلالت کرے مثلاً اللہ اللہ یا ہو ہو مولیکہ اچانی جس سے ذات الہی کی طرف التفات ایسی ہے کہ التفات متبعی ہے کفی الجملہ ایک طرف واقع ہوتی ہے جب غور سے نظر کریں سب دلائل کی تحقیق کی طرف مثلاً لا الہ الا اللہ اللہ اکبر الحمد للہ سبحان اللہ استغفر اللہ تو کثرت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ان ذکروں کو قلم مقام ذکر ذات کے کیفیت شریعت الہیہ نے خصوصاً اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ کہ نہایت میں ذکر ذات کے داخل ہے اسی واسطے اکثر جگہ ہی مطلوب ہوا ہے اور ذکر صفات کے شمار میں سوال اور پناہ و صفات تفصیل سے اور آیات قدرت کو مقرر کیا ہے جیسے آیت الکرسی میں شروع کیا ہے لَا تَأْخُذُكَ سَاعَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّكَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ آد اور سورہ شمس کے آخر میں كَلِمَاتُ اللَّهِ الَّتِي لَا تَلْزِمُهُ الْعِلْمُ الْعَلِيمُ الشَّهِادَةُ آد اور سورہ غافر میں تَنْزِيلُ الْكِتَابِ عَلَى اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَاثِرِ الدُّنْيَا قَابِلِ التَّوْبِ اور سورہ اخلاص میں اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یكن له كفواً احد میں اس کو غور کرو اور اگر کلمہ دلالت کرے دشمنوں کے قہر اور اُن کے فنا کرنے پر اور اُن پر غضب نازل ہونے پر تو صورت مثالیہ نہایت شدت اور غلبہ میں ہوگی قوت ناطقہ اُس کو نہیں سمجھا سکتی کی مگر جب اُس میں کلمہ جالیہ ملائیں اسی واسطے قرآن عظیم میں وغیرہ کیا تھو وعدہ اور عذاب کو ثواب کے ساتھ اور تہدید و توبیخ کو لطف و احسان کے ساتھ ملا دیا ہے یاد رکھنا انھیں اب کا اور اُن کی تسلی اور اللہ تعالیٰ کے اچھے بخششوں کی طرف التفات جیسے سورہ یس کی پانچ آیتیں جو دل کی تسلی پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شمار ہے اُن کو مقدم کیا بعد اُس کے فرمایا انا جعلنا فی اعناقہم اغلا لا فی الاذان فمکشف شیخ کو منظور تھا کہ شمشیر برہنہ دشمنوں پر باپ ہے کہ اَلْجَنَّةُ عَلَى الْوُجُوهِ اَعْدَاؤُنَا وَاسْتَغْنَمْنَا عَلَى مَكَائِلِهِمْ شَاهِدَاتِ الْوُجُوهِ وَعَدَّتِ الْوُجُوهُ اَسْوَأُ اَسْ كَمَالِ مَعْرِفَتِ اِسْمِ اسماء الہیہ نے اس پر آمادہ کیا کہ دو تین فقرے جالیہ ذکر کرے۔

**پانچواں باب معہ** یہاں جانتا چاہیے کہ عالم کی تعمیر رزق و نصرت کے ساتھ کسی بندہ کے بندگان خدا میں سے مقام تدلی میں مشابہ ہے ایک بادشاہ مختار کی سیاست کے اپنی رعیت کے واسطے جیسے جب پانی زمین پر ڈالیں تو پانی کی طبیعت سیاست کرتی ہے اس فرد کے حال کے معسبان عوارض کے جو اُس پر ظاہر ہوں پھر اگر پستی اور بندری ہو کثرت پانی کے



اور شدت روانی کے موافق اس بلندی و پستی کے ہوگی اور کبھی پستی میں آئے گا اور بلندی کو چھوڑ دے گا اور کبھی بلندی و پستی سب کو بغیر لگا اور اسی طرح اگر وہاں کوئی روکنے والا ہوگا اگر پتھر ہے یا سخت زمین یا اثر نہیں کرنا یا اگر ایسی کثرت اور شدت کے ساتھ جاری ہو کہ زمین کو کھودنا اور پتھر کو بڑے اکھاڑنا اس کی نسبت آسان ہو جب نفس رحمانی آفتاب احدیت کے مقابل پتھر اتو وہاں عکس آفتاب ضرور پڑا و طبیعت کلیہ کے رنگ میں رنگین ہوا اور زندگی طبیعت کے فصل ہے عواض طاریہ کے نزدیک سیاست طبیعت کے حکم سے ظاہر ہوتی شروع ہوتی اسلئے کہ لون الماء لون انسانہ یعنی پانی کا رنگ اس کے جن کے رنگ کے موافق ہے اور جب خاک اگلے کے نفس منطبع اس تجلی کی صورت مثالیہ قول کی خبر بہت اس کے خادم ہو گئے جیسے ایک فروغ قوی نے افراد ضعیف میں صرف کرنا شروع کیا تاکہ اس کے الہام کا اور ان لوگوں میں پہنچنے کا اور آواز قلم کا اسی مقام میں ہے۔

چھٹا باب معیہ فقر و مشقت ہے سعادت زیر پر راجھے نبات درختوں اور کھیتی کے باب میں اس کے  
 اظہار نقش میں کیہ کریں تو سعادت شری بھی شامل ہو جائے اور لکڑی کے تختہ پر خط جلی میں  
 لکھنا چاہیے اور کھیت یا باغ کی اونچی جگہ میں کھیں اور جس درخت کے ٹہر کے واسطے چاہئے  
 اُس کے ٹہر کو جو کر اُس سے لکھیں اور واسطہ جمال اور قبولیت اور خوشی کے واسطے کسی  
 شخص کے چہ بیٹے تو مشک و گلاب سے کھنڈ پکھڑا کر اُس کے سر پر باندھ دیں اور جو عورت ہو تو  
 اس صفت سے اُس کو شکل محسن میں لکھیں انصرنا سے روز قناتک وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ دِيحًا  
 طَهِيَّةً كَمَا هِيَ فِي عِلْمِكَ فَانْشُرْهَا اَيْنَ تَوَلَّى حَوْرُكِ وَاجْعَلْهَا حِمْلًا لِكَلْبَةِ اَمَةٍ  
 صَحَّ السَّوْمَةُ وَالْعَاقِبَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِنَّكَ هَلٰی كُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ خوش  
 اپنے پاس سے اچھی ہوا دے جو تیرے علم میں ہے اور پھیل اُس کو ہماری طرف اپنی رحمت کے نزاوں  
 سے اور اٹھا ہم کو اُس خوش ہوا سے ایسا جس سے بزرگی ہو ساتھ سلامتی اور عاقبت کے  
 دین اور دنیا اور آخرت میں بیشک تو سرچیز پر قادر ہے۔

三

قدر کا حال اور آئندہ ہوئے والی باتوں کا حال آسان ہو جائے اور محنت اعمال پر اُس کو قدرت ہو جائے بہت جلد گنہگار اور غریب معمول غصہ پر اور زین کے لفظ کا استعمال اس معنی میں فریستہ اُس کے جو قرآن عظیم میں آیا ہے وہ تذبذب (جھکنا) اے نصیحت عرفت میں جس چیز کا کچھ سبب ظاہر نہ ہو اور بطریق اتفاق کے ہو جائے اور جاتی رہے اُس کو ہوا کہتے ہیں۔

[illegible]

تفسیر ایا معنی شیخ کہتا ہے کما ہی فی علمک اس کلمہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ کوشش  
میں برک کو بھیجے تیرے علم میں صورت پائی ہے یعنی طبیعتیں سببوں کی اس صورت علمیہ سے کئی  
نکریں اور زیادتی نہ کریں یہ معنی تاکہ اور تصویر عالم کی تسخیر کی ہے حقیقت تدلی سے دوسرے  
یہ معنی ہیں کہ ظہور اُس مراد کا جس طرح تو جانے فیض و بسط سے ہر چند ہم اُس کی حقیقت  
کو جانیں یہ بات جہاں لیتی چلی ہے کہ عارفانِ محقق جب کوئی مراد طلب کرتا ہے اُس کو  
سلامتی اور عافیت کے ساتھ طلب کرتا ہے سوال ایک عین اور بقرعہ غرق کا نہیں کرتا مثلاً  
رزق کو نہیں کہتا کہ اس یا رغ سے دے یا اس تجارت سے دے غاص بلکہ یوں طلب کرتا ہے  
کہ مجھے رزق دے جہاں سے تو چاہے اس واسطے کہ مراد کے طریقوں کا اُس کو اعلاطہ مدیر نہیں ہے  
اور ان طریقوں میں بعض تو غیر مطلق سے مشبہ ہیں اور بعض نہیں ہیں مناسب تشبیہ غیر مطلق کے  
اور اسی امر کا اشارہ ہے حدیث تشریف میں کہ دعا میں زیادتی سے منع فرمایا ہے ۔



جو تھا امام جس ہوا کا ہم نے اشارہ کیا ہے ایک خزانہ کی نہیں ہے بلکہ بہت خزانوں کی ہے  
 کسی خزانہ علم سے ہوتی ہے جسے دل کا حال معلوم کرنا اور کشف ہو جانا اور کبھی خزانہ قوت قدرت  
 سے ہوتی ہے جسے خیر کی فتح اور اس کا دروازہ کھلا لینا اور کبھی خزانہ رزق سے ہوتی ہے جسے  
 نفقۃ الغیب پھر یہ کبھی خزانہ سعادت کو کب سے ہوتی ہے اس وقت اور کبھی قوت مثال کی  
 عالم شہادت میں داخل ہو جانے سے جسے پانی پر چلنا اور کبھی خزانہ تجدد ارواح سے ہوتی ہے  
 جسے عہدہ نسبتیں اور باطنی تعلیمات جو بڑے بڑے اولیاء کو ملتی ہیں پھر جب عطا خزانہ سے جلتی ہے  
 کہ اس شخص کو پہنچے اس کا چلنا پورا اور اس کا ظہور موقوف ہوتا ہے بہت سے اہروں پر کہ  
 ان کا علم بشر کی قدرت سے باہر ہے اسولے شیخ کہتا ہے من خزان رحمتک اور نہیں کہتا  
 من خزانہ رحمتک ۔

پانچواں امام چند قسم کی کرامت کسی ولی سے جدا نہیں ہوتی مگر انشاء اللہ ان میں سے ایک  
 نفقۃ الغیب ہے اور نفقۃ الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت اور کار سازی اس کی  
 طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس سے برکت اور رزق اور معاش کے اسباب ہوتے ہیں اور اس کی  
 صورتیں مختلف ہوتی ہیں اس ولی کے مزاج کے موافق اور اس انداز سے جو اس میں قوائے  
 افلاک مندرج ہوں بس یہ ولی اگر اسباب فطانت میں سے ہے تو یہ بیان لیتا ہے کہ کس راہ  
 سے دیتے ہیں اور کس قدر دیتے ہیں اور نہیں تو نہیں پہچانتا تو کبھی ملائکہ سفلیہ اور نیک جنت  
 جن کو مسخر کرتے ہیں کہ اس ولی کو جس شے کی حاجت ہو وہ پہنچا دیں اور یہ تو بہت ہی کم  
 ہوتا ہے اور کبھی بنی آدم کے دل میں ڈال دیتے ہیں کہ اس کو پہونچائے اس دینے والے کو حاجت  
 پڑتی ہے کہ اس کو پہونچا دے مثلاً اس نے نذرمانی تھی اور منتصرف نذر وہی شخص نظر آتا ہے  
 یا اس دینے والے کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ اس کو دروں کا تو مجھے بڑا فائدہ دین کا یا  
 دنیا کا حاصل ہوگا اور اس دینے والے کو بھیجیں کر دیتے ہیں کہ جب تک دے نہ سچیں نہ آئے  
 اور بعض وقت خلقت کی عطا کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں بلکہ اس شخص کے دل ہی مو  
 کر دیتے ہیں یہ کہ میں نے فلان شخص کو دیا ہے اور کبھی اس ولی کا کوئی سبب معاش کے  
 اسباب میں سے ہوتا ہے تو اس میں برکت ہوتی ہے ایسی کہ اس کو کفایت کرے اور ان  
 کرامتوں میں سے یہ ہے کہ فرست صادقہ اور کشف اور دل کا حال معلوم کر لینا ہے کوئی  
 ولی اللہ میں سے ان معانی کی اصل سے خالی نہیں ہوتا مگر کمی و بیشی میں مختلف ہوتے

جو تھا امام لوی ہوتا ہے اور کسی کا وہم مقدم ہوتا ہے اور کسی کو عقل بہت اور کسی کا قلب  
 ہوتا ہے اور ان لوگوں کا کشف مانند ان کے داعیہ اور ارادہ اور آرزو اور حسب  
 اور ان میں سے یہ کہ اس کے کلام کو مطابق واقع کرتے ہیں اسے دریافت ہو  
 اس لوگ اس کے کلام سے خال لیتے ہیں اور جو ہونے والا ہے اس سے معلوم  
 اس شخص ہانے یاد جانے اور ان میں سے یہ ہے کہ اس کی دعا اور اس کے رقبہ  
 اس میں تاثیر دیتے ہیں تاکہ اس کے نفس عالم کو فیض ہو اگر اس ولی کا ظہور فیض  
 کی کرامت ظاہر کر دیتے ہیں کہ عوام اس کو دیکھیں اور سنیں اور اس کے  
 کرامتوں کو اس سے محبت کریں اور اس کا ظہور فیض پہونچانے والا نہیں  
 بلکہ ان میں سے ایک عوام کو اس سے آشنا نہیں کرتے ۔

جو تھا امام مقبولیت اور آبرو اور بلند رتہ اللہ کی نعمتوں میں سے ہے جسے مال اور اولاد  
 کے حق میں یہ سبب تصور انکی استعداد کے وہ نعمت عذاب ہو جاتی ہے جیسا  
 کہ اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا جس نے پوچھا تھا کیا فی  
 السوا اس کے یہاں شیخ نے کہا وَأَحْمِلْنَا كَحِمْلِ الْكَرَامَةِ اور کرامت کے  
 میں عزت اور بزرگی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عادت ایسی جاری ہوئی ہے کہ جب کوئی  
 عالم میں حرمت اور عزت والا ہوتا ہے تو وہ حرمت اور عزت بنی آدم اور ملا سافل  
 ہواں ہوتی ہے جیسا کہ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں نزول قبول کے فرمایا ہے ۔  
 اس سبب کہ اس عزت و جاہ و قبول کو لیکن ایسی عزت کو جو غیب کے قبول کے سبب

جو تھا امام اکثر دولت و جاہ و قبول خلق شرف ہوتا ہے اس سبب سے کہ بعض خواہشیں  
 اس میں سے لوگ حسد کریں اور کینہ جب شیخ اپنے وسعت علم کے سبب اس  
 اس واسطے تفرق کرتا ہے کہ مع السلامۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ تو دین کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے  
 اس میں اس کے کام ہے اس کا قرب الہی میں مرتبہ گئے مگر سے اور دنیا کی سلامتی ہے







جائے سے دوسری جائے ہو جائے اور یہاں ہر اس شخص کی طرف سے دوسری طرف ہے والہی  
الینکے قریب سے۔

**چوتھا باب** معہ یہ دو آیتیں کہ لَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ عِیْنِهِمْ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَمَسْنَا عَلَىٰ عِیْنِهِمْ  
مکاتہم۔ دلالت کرتی ہیں اللہ کی صفتوں میں سے ایک صفت پر تو شیخ نے یہ دو آیتیں یہاں سلے  
تلاوت کیں کہ اس صفت سے تمک کرتا ہے اور بالکل اپنے دل کو مصروف کرتا ہے اس  
صفت سے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ**  
**بِقُدْرَتِکَ وَاسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ** اور اس کا استخارہ کرنا اور بالکل اس طرف متوجہ ہونا  
قبول کی امید کو قوی کرتا ہے۔

**پانچواں باب** معہ اس آیت باطن ایک نکتہ ہے بہت باریک بات چونکہ شیخ اخلاق اللہ سے  
مختلف ہے یہ دو آیتیں اُسے یاد دلاتی ہیں دشمن کے دفع کرنے کو بہت باندھنے کو اور اپنے  
حقائق پر قہر کرنے کو اور اُس کے نفس کو اُس کیفیت کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس سے تاثیر  
پیدا ہو اور اُس کو آگاہ کرتے ہیں اور ہر شے باریک کرتے ہیں جس طرح شیخوں کے ذکر کرنے سے سخاوت  
معلوم ہوتی ہے اور طبیعت میں سے سخاوت جو چھپی ہوئی ہے وہ حرکت کرتی ہے اور بہادروں کی  
شجاعت کی رہنمائی کرتا ہے اور خلق سخاوت کو حرکت دیتا ہے۔

**چھٹا باب** معہ یہ فقرہ ایسا ہے کہ جو اس کو پڑھے وہ جس امر کی طرف متوجہ ہو وہ غیب سے آسمان  
ہو جائے اور جب کسی کام کو شروع کرے اُس سے پہلے ختم ایک ہزار اور ایک بار پڑھے اور اگر  
کسی مجلس میں مسائل میں سے کسی مسئلہ میں یا دنیا کے تقیوں میں سے کسی قضیہ میں مصومت  
واقع ہو اور حق اس پڑھنے والے کی جانب ہو اور مقابلہ والا حرب زبانی اور دہیری سے غلبہ  
کرے تو تین بار پڑھے واطس علی وجہ اعدائنا کو دلائر جنوں تک اور اُس کی طرف چھوڑ دے  
وے اسکو حیرت اور خاموشی ہو جائے گی اور اُس کی زبان بند ہو جائے گی **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا**  
**اِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُوَسَّلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ تَتَزَوَّلُ الْعِزَّ بِالرَّحْمٰیْمِ لَتَسْنِمَنَّ قَوْمًا مَّا**  
**اَنْذَرَکَ اَبَاؤُہُمْ فَہُمْ غَافِلُوْنَ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِہِمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ اِنَّمَا**  
**جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَآہِمْ اَغْلًا لَا فِیْہِ اِلَّا الذِّقْرَانِ فَہُمْ مُفْجَعُونَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ**  
**سِدًّا وَخَلْفَہِمْ سِدًّا اَکَاغِیْبًا فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ شَہَادَةُ الْوُجُوْہِ وَدَعَبَتْ الْوُجُوْہُ**  
**لَحٰی الْقُبُوْرُ وَکَانَ حَآبٍ مِّنْ حَلٍّ ظُلْمًا مِّنْ جِہِمْ لَطِیْفٌ غَیْبٌ کَاظِمٌ ہِجَیْ خُوش ہُوَاکَا ظِلْمٌ**

پہلا باب

پہلا باب

پہلا باب

جس کا حال مقرر ہو کہ کہاں سے جی اور لطیفہ غیبی کا داخل ہو جائے عالم شہادت میں سوا سوا  
کہ انکی شہادت دیکھی جائیں اور صل کے جائیں اور اس لئے کہ اُن کی سخت دلی ہیں نظر کی جائے اور  
قسم قسم کی تذکیر و نصیحت سے اُس کا علاج کیا جائے ترجمہ قسم ہے قرآن حکمت سے بھرے کی  
کہ بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے سیدھی راہ پر قرآن نازل ہوا ہے خدا نے غالب مہربان  
کی طرف سے اس لئے کہ تو ڈرائے اُن لوگوں کو جن کے باپ ڈرائے نہیں گئے تو یہ غافل ہیں  
یعنی قریش کو ڈرائے تو کہ انھیں کوئی رسول نہیں بھیجا گیا بیشک ضرور ہوا ان کے اکثر پر عذاب کا  
وعدہ تو یہ ایمان نہیں لاتے بیشک مئے اُنکے گلوں میں طوق ڈال دیئے ہیں ایسے کہ انکی ٹھوڑیوں  
سک پہنچ گئے ہیں تو یہ قوم سر اونچا کئے ہوئے ہیں اور ہم نے اُنکے مونہ کے سامنے پردہ ڈال دیا  
ہے اور ان کے نیچے پردہ پس پردہ ڈال دیا ہے ان پر تو انہیں کچھ نہیں دکھائی دیتا ناخوش  
اور بُری صورت ہو گئے ہیں اُنکے مونہ سیاہی میں اور ذلیل و خوار ہوئے اُنکے مونہ سامنے  
خدا نے زندہ عالم کی تدبیر کرنے والے کے اور طلب کو نہ پہنچا وہ جس نے ظلم پر کمر باندھی۔

**ہامعہ اول** شیخ اس فقرہ میں چاہتا ہے کہ تصرف قہری کرے اُن لوگوں پر جو نا حق شیخ سے  
مجادلہ اور مبارکہ کرتے ہیں خصوصاً وہ لوگ جو دین کے پھیلائے میں اور یقین کے رواج دینے میں  
مزا حمت کرتے ہیں پہلی آیت کے نزول کا ذکر کرتا ہے کہ بہترین پیغمبر نازل ہوئی تاکہ دل آگاہ  
ہو جائے اُس نسبت سے جو رحمت الہی کی تقسیم میں شیخ کو تھیب ہوئی ہے اُس واسطے کہ قرآن  
شریف کامل وارثوں کا نمونہ ہے اور وہ ایک نسبت جامع ہے ندی اعظم کی توجہ اور آسمان  
کا جامع کے خلق کے باب میں اور قرآن مجید کے ذکر سے اُس نمونہ سے استحضار کر سکتے ہیں  
اور اُس آیت کے بعد آیت انکلسن المسلمین یاد کرتا ہے کہ اُس کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی رسالت کا اثبات ہے بطریق اشارہ کے اُس میں رمز ہے شیخ کے حال کی طرف کہ  
پیغمبروں کے وارثوں میں سے ہے اور خلقت کے ارشاد کی توفیق میں اصحاب ارشاد کو نمونہ  
ہے پیغمبروں کے بھیجے کا اُس کے بعد تنزیل العزیز الرحیم کو تلاوت کیا تاکہ یہاں سے معلوم کرے کہ  
اہل ارشاد کا ارشاد رحمت الہی کے خزانوں میں سے ہے گروہ خلایق پر اور اسم عزیزو غلبہ پر  
دلالت کرتا ہے اور اسم رحیم رحمت کاملہ پر مقتضی اہل ارشاد کا ہوتا ہے بعد اُس کے شروع کیا  
لَتَسْنِمَنَّ قَوْمًا مَّا اَنْذَرَکَ اَبَاؤُہُمْ فَہُمْ غَافِلُوْنَ اس لئے کہ بھنے توفیق اہل ارشاد اور اہل  
ارشاد کے پاس خلقت کا جمع ہونا پیش نظر حاضر ہو یعنی غافلوں کا ڈرانا اور جاہلوں کا تعلیم کرنا

ہامعہ اول



اور خدا کی طرف بلانا گمراہوں کا اس کے بعد آیات قہریہ لایا تاکہ ان آیات کے ضمن میں ہمت کا پوسٹہ نہ اٹھ سکے اور اس کے جوش میں آئے۔

**دوسرا باب** مع اس مسئلہ میں دو چیزیں ستر ہیں ایک تو یہ کہ عارف محقق جب دشمن کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پہلے اس نسبت کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ نے اس کے دل میں امانت رکھی ہے اور اس کو جوش میں لاتا ہے اور اپنے دل کو ہشیار کرتا ہے اس کے بعد تصرف قہری کرتا ہے اس لئے کہ اصل پونجی وہی نسبت ہے سب تصرفات میں سے فان جاء اشتہا فان انت کہت بان ورو ووصیف فانت لعل یعنی اگر جاڑ آیا تو تو پناہ ہے اور جو گری گئے تو تو سایہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسماء و آیات کے خواص کا جاننے والا جب چاہتا ہے کہ کلمات جلالینہ تلاوت کرے اور ان کلمات کی صورت مثالیہ متحضر کرے تو اسے ضرور ہے کہ ان کے ساتھ کلمات چالینہ تلاوت کرے اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ پڑھنے والے کے نفس کو ان کا اثر ہو جائے۔

یعنی نفس کی تاثیر سے پہلے جیسا حضرت صلح علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے۔  
**تیسرا باب** مع علماء تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ ان احصنائی اعانہم اغلا لا وجعلنا من بین یدیہم سدا تثلیل ہے انکی نمائندگی کی کہ آیات قرآن عظیم سے انکو کچھ نفع نہیں اور شریعت کے اسرار وہ نہیں سمجھ سکتے جیسے اور جہلئے عظم اللہ علی قلوبہم وطبع علی قلوبہم آیات ہے لیکن باعتبار اس دلائل کے جو قال اور اعمال تصرفیہ میں کام میں لاتا ہے ذہن انتقال کرتا ہے طرف تصرف قہری کے حضرت فیاض کے منکر اور مخالفوں پر اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دینے اور معطل کرنے پر اشتیاء کے دیکھنے سے اور ان کا قبیر کرنا آمدورفت و کوشش کرنے سے اپنی صلتوں میں اور حیران و بھانا اپنی نیکی کے طلب سے اس علاقہ سے قہر الہی کا سلسلہ جنیان ہو سکتا ہے اور شیخ کے نفس کو آگاہ کرتا ہے واسطے ہمت باندھنے اور متحضر کرنے کے ان کی صورت بیکار پڑی رہتے ہیں۔

**چوتھا باب** مع شوق و حور اور عتاء و حور کنایہ ہے بد حالی اور آدمی کی مراد کے برعکس ہونے اور اس کی کوشش کے بیکار ہونے سے اور شیخ کا ارادہ یہاں گذشتہ کی ضرورتی نہیں نہ قیامت کا وعدہ ہے ہوا کو پیش آئے گا بلکہ تصرف قہری کے لئے ہر گز نہ کہے اور اسے مستحضر اس امر کی طلب کیا ہے جیسا یہ سادہ آدمی پانی طلب کرتا ہے اور مغلوب اپنی مراد طلب کرتا ہے اس سے کہ ان کا دل کی ہمت تاثیر کرنے میں اہم اعظم ہے۔

**پانچواں باب** مع اگر کسی شخص کو کچھ رنج ہو یا جو کیفیت نفس کی انتقامت کے مناسب

دوسرا باب  
تیسرا باب  
چوتھا باب  
پانچواں باب

نہیں جیسے خوف و غصہ و کینہ و بریشانی دنیا کے امور وغیرہ کے حال مبتلا ہو تو چاہیے کہ ان پانچ چیزوں کو تلاوت کرے غافلوں تک اور اپنے دل پر دم کرے اور اگر کوئی عالم یا قاضی یا مفتی چاہے کہ اس کا درس اور قضا مستقیم رستہ پر ہو تو ان آیات کو ٹھن یعنی آٹھ سے آٹھ خانوں کے نقش میں لکھے اور اپنے پاس رکھے اور بعد ہر نماز کے تلاوت ان آیات کی اپنے ذمہ کرے اور اگر کوئی چاہے کہ دشمنوں کے درمیان سے بچا جائے ایسی طرح کہ دشمنوں کو دکھائی نہ دے اور وہ اس کے حال کے معترض نہ ہوں تو لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ لَکَ لَیْسَ لَکَ جُودٌ تَکْذِیْبٌ اور انکروں پر دم کرے اور انکی طرف پھینکے یا ان کی طرف پھٹ کر پھڑک دے اور جو کسی کا غلام بھاگ گیا ہو اور چاہے کہ اسے متغیر کرے ان آیات کو پڑھے یا غلام کا نام کاغذ پر لکھے یا اس کے پڑے کپڑے پر اور اس کے گرد ان آیتوں کو دائرہ کی طرح لکھے اور جس جائے وہ شب کو رہتا ہو وہاں لٹکا دے یا ایک ہاتھ میں رکھے اور اس کے منہ کو موم سے بند کرے اور جہاں کسی کی آمد و رفت نہ ہو یا مقبرہ پڑے میں دفن کرے اور اگر کوئی شخص باطنی خصوصیت کرے ان آیتوں کو ساتھ شہادت الوجہ سے تلاوت کرے ساتھ ساتھ ہر طرف کی طرف چھوٹے یا اس کے کپڑے میں لٹک کر پڑے مقبرہ میں یا ویران جنگل میں دفن کرے یا ایک پڑے ٹھیک پر جو مقبرہ کے ہو پڑے اور اس کے گھر میں ڈال دے غرض اول آیات غافلوں تک صورت مثالیہ اس کی سعادت مشتری کے مناسب ہے اور ان کے آخر ظاہر ایک رطل کی نحوست سے مناسب ہے مشتری اور رطل کے سب اعمال میں یہ فقرہ کام دیتا ہے طس حم عسقی موج البحرین یلتقیان بینہما یوزغ لایفقیان ترجمہ ہوتے

عالی نہایت بزرگ نے مسریت کی ستر میں کے عالم میں غیب میں جو مستند فہور قضا ظاہر ہو عالم ستر اکم میں ایک چمکتا ہو اور روشن لطیفہ اس نے مسریت کے عالم تہر میں اور یہ سب اشارہ ہی طلاء اعلیٰ کے اہاموں کے فیضان کا طرف اہل زمین کے جاری کئے دو دیا کہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان پر وہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کر سکتا۔  
**سہوا باب** مع ایک شکل مقاموں میں سے یہ ہے کہ بادشاہ کے امر یا قاضی کے مددگار یا مدرس کے شاگرد یا کسی رئیس کے خدمت نگار آپس میں خصوصیت کریں اور ہر ایک اپنا نفع چاہیں اور لینے سے شرم کو دفع کریں اور وہ دوسرا اس کی مزاحمت کرے اور اس میں محبت کی ترکیب بگڑے اور صاحب علم کے کام کی رونق میں خلل آئے شیخ اپنے علم خدا داد کے سبب جا تلبت کہ یہ حادثہ عالم میں بہت ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کو دفع کے لئے عجز کرتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ اس کے کام

کام







کی صفات بیان ہیں اور ان صفات کی جامع ہے اور ان کی باتوں کی مثال طرز آیات قرآن کی ہے اور اس آیت کریمہ میں گیارہ اسم ہیں اللہ کے اسماء میں سے اور یہ اللہ کے نام اہیات اسماء ہیں اور ان اسماء کے تعلق اولیاء کامل ہوتے ہیں۔

**دوسرا جامع** ان اسماء کا اول باعتبار مرتبہ کے ہوئے اور جو اشارہ ہے حقیقت بسیط کی طرف ہمیں گنجائش قدرت کی ہرگز نہیں نہ علما اور نہ عوام اور ان اشارہ ہے اس حقیقت بسیط کی طرف جمیع صفات کمال کی حیثیت سے اور ایک طرح کی تنقیص اور تعین کے ملحوظ سے اور سنت الہی یوں ہے کہ شرع میں اس اسم کو بوجہ تعین مذکور کرتے ہیں جو نسبت کے مقابل واقع ہوا اور قصد ثانی میں ملحوظ ہو قصد اول میں ملحوظ نہ ہوا سوا سب سے کہ کثرت تلاوت قرآن اور دعائیں مراد ہے اور نوع بشر کی ہر اہل استقامت مقصود ہے اور جب کثرت تلاوت کرتے ہیں تو اس کلمہ سے صورت مثالیہ جو ش کرتی ہے جس کے اکثر افراد بشر کو قدرت نہیں کہ اس کے مقابل پھر سکے اس لئے کہ نفس ناظر اس رنگ سے اپنی خودی سے جا تار ہتا ہے۔

**تیسرا جامع** دوسرا اسم باعتبار مرتبہ کے اللہ ہے اور تیسرا اسم غیر اور چوتھا اسم عظیم یہاں جاننا چاہیے کہ مقام تدبیر میں اہیات اسماء تین اسم ہیں قادر اور عظیم اور اللہ سے قادر کے یہ ہیں کہ صورت الہیہ جب نفس رحمانی میں منطبق ہوئی تو اس کا ہر سب انواع اور افراد پر ظاہر ہوا اور ہر نوع و فرد کو اور ہی ملکوت ظاہر ہوا پس قادر اور عزیز رکھوئے دیلت ہے اس راہ کو جو اس جلی کو متعلق امکانیہ کی طرف تپ اور کبھی عزیز کو رحمان و رحیم بھی کہتے ہیں اور معنی اللہ کے تعین و تنقیص حقیقت ہو کا ہے تو اللہ قبول دیلت ہے اس راہ کو جو اس جلی کو متعلق ہو کی طرف ہے اور جو نفس کے مرتبہ میں نفس رحمانی سے پہلے سب حقیقتیں ظاہر ہوئیں تو اس جلی اعظم کو ایک راہ ہے تم و عقل کے مرتبہ میں اور اس کے مقابل اس کا نام عظیم ہے اور غیر بھی اسی جیسا ہے۔

**چوتھا جامع** پانچواں اسم منزلی کتابت اور وہ مقسم جیسا ہے اشارہ کتابت کلام نفس کی طرف اور کلام نفسی کی صفت کی حقیقت یہ ہے کہ تدری اعظم نے انسان کی صورت نوعیہ اپنے بدن میں حاضر کی اور اس کو خوب دیکھا اور اس کی کمال فطرت کے مقتضا میں غور کی اور جو قوت کہ فطرت کے حکم کے مجاز سے مانع ہوگی سب اس مقام کی مثل ہوگی اور رحمت الہی جو تدریس کے خزانہ سے پیدا ہوئی ہے درکار ہوئی جیسے کہ مقام خلق میں بقدر سوال و رد کے جوہر اور انوار کی صورتوں کو ایجاد کرتے تھے۔ یہاں افعال اور اخلاق اور اعتقاد کی تکلیف بقدر

دوسرا جامع

تیسرا جامع

چوتھا جامع

استعداد نوع کے شخص ہوئی بعد اس کے کہ رحمت مقسم ہوئی اودار اور ازماں پر ووسری تدریس درکار ہوئی اور نقطہ حمیہ منتقل ہوا انسان کے ایک فرد واحد پر کہ اس کو رسول بنا لیں ساتھ دیکھ کلمات کے جو مقسم کو اجازت کریں تو وہ سب ایک نظم ہو گئی معین و مشفق یہاں جاننا گیا کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے سوال تو اس اعتبار سے زید و عمرو اور شجر و حجر غیر مخلوق ہیں کیونکہ یہ بھی علم الہی میں ثابت اور واضح تھا کہ غلام وقت موجود ہوں گے جو اب ان دونوں امور میں تو بہایت فرق ہے کہ اول جو مخلوق تھا ثانیہ تاثیر یہ فعلیہ سے ہے جو تعلق نشأت کایت کے ہے تو اسماء الہیہ میں شمار ہے اور دوسرا جنود متعلق تاثیر یہ فعلیہ سے جو تعلق خاص فردوں سے ہے وہ ملکات کی شمار ہیں یہ اول زمانہ سے پہلے متعلق اور شخص سے لیکن اتنا ہے کہ مادہ و تدبیر شرع و تدبیر چاہتا اور دوسرا مادہ و تدبیر متعلق اور شخص ہوا اس قدر ہے کہ پہلے مادہ و تدبیر کے ایک دستور کو تھا فقہا کسی قاعدہ پر ظاہر ہوا یا پانچواں جامع چھواں اسم خاف الخائب اور ساتواں قابل التوب اور آٹھواں شدید العقاب ہے اور تین اسم اسماء فعلیہ میں سے ہیں کہ تفصیل قادر کی ہیں یعنی جب قدرت نفس رحمانی سے تعلق ہوئی اور سب نشأت میں پہلی اور ہر نشاء میں ایک ملکوت پیدا کیا اس نشاء کے استعداد کے موافق تو باعتبار ہر قسم کی تاثیر کے جو عالم میں ہے ایک دوسرا نام مجسم ہوا اور یہ نام بیشمار ہیں ان تین اسموں پر اکتفا کیا اور نہیں تو محی اور معیت اور باسط و قابض اور ضار و نافع اور ہاری و خالق اور رازق و ماحض و شافی سب اسی باب سے ہیں اور ان اسموں کے تعین کی حقیقت یہ ہے کہ بندے نے گناہ کیا اور اس کے نفس ناظر نے اس گناہ کی روح کو اپنے خلق میں اتار دیا اور اس میں کیفیت غیبیہ پیدا ہوئی جیسے آدمی کو بیت گرم غذا اور سرد سے تپ آجاتی ہے اور بعد اس کے ان میں حال سے خالی نہیں کہ یا تو ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ پہلی کیفیت کی ضد ہے کہ پہلی کیفیت کو زائل کر دیا تو بندہ بعد گناہ کرنے کے رجوع ہوتا ہے قدس کی طرف اور اپنے قصد سے انوار ملکیت کو اوڑا لیا اور گذرے گناہوں سے پیشانی کی اور ان کا دور کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ ایک کیفیت جو گناہ کی ضد ہے اخفاض فرماتا ہے اور یہ ایسا ہے جیسے شربت بار دیا پ والے کو یا وقت پریشانی روحانیت کے ملا، اعلیٰ سے ایک فیض نازل کیا کہ اس نے نفس ناظر سے گناہ چھڑا دیئے اور جو کر میسے اور یہ ایسا ہے جیسے آفتاب بروج شتویہ میں آیا اور اس کے سبب ہوا بدل گئی اور تپ والے کو بغیر اپنے فعل قصر کے شفا ہو گئی یا یہ ہے کہ باقی رہے کیفیت غیبیہ ہر جب تک کہ جان بدن سے نکلے

پانچواں جامع



اور قوت ملکیت کچھ متنبہ و آگاہ ہو تو وہاں بہت الم سخت پیدا ہوں اور وہ ایسا ہے کہ سر زمین درد اور اعضا میں درد اور دل کو کوفت اور ہاتھ پاؤں مار تپے بیمار حرارت کی شدت سے تو غافر اللہ بے اشارہ ہے فیض روحانی کے نزول سے جو عظیمہ قدس سے نازل ہوتا ہے اور قابل التوب اشارہ ہے کیفیت مناسب کے پیدا کر نیکاً تو بس کے بعد اور نیک عملوں کا اور شریعہ العقاب مقابلہ میں ہے اصرار کرنے کے اور شریعوں کی عاقبت کا بیان ہے۔

**چھٹا نامعہ** نوان اسم ذی الطول ہے اور یہ اشارہ ہے اور اسموں کی جنس کی طرف اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ نگاہ کی جاتی ہے بنی آدم میں صفات مرح کی طرف تو جو مورد مرح ہوتا ہے۔ اسکو خدا تعالیٰ کے واسطے اثبات کرتے ہیں باعتبار مشابہت کے اُس کے آثار کے اُن کے آثار صفات مستعمل کے ساتھ اور لیس مشابہت اس تشبیہ کے زہر کے واسطے تریاق گردائیں غنی و ملک و قریب و غنی و عظیم و عظیم وغیرہ اسی جنس سے ہیں تو ذی الطول ان جنسوں میں سے ان سب جنسوں کو سمجھتا ہے۔

**ساتواں نامعہ** دسواں اسم لاکہ الہوا ہے اسم اشارہ ہے اور جنس کے اسماء کا کُن کو سلیسیت کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بنی آدم میں صفات ذم میں ہم نگاہ کریں یا اُن صفات کو جو بسبب جسم و حیرت اور احتیاج و ضعف کے پیدا ہوتی ہیں اور اُن کو جناباً تو بہت سے ہم نفی کریں۔ لا شریک لہ ولا ولد لہ ولا والد لہ و لیس بہ جسم ولا جوہر ولا عرض ولا یشاہ شعیب ولا یمثل شعیب۔ اسی باب میں ہے تو ذکر اس صفت کا ان سب جنس کے اسماء اشارہ ہے۔

**آٹھواں نامعہ** گیارہواں اسم الیہ المصیر ہے اور یہ اشارہ ہے اور جنس کے اسماء کی طرف وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک فعل دنیا میں ہیں اور ایک آخرت میں ہیں جب ہم بدن کی چادر سے برہنہ ہوں اور برزخ میں پہنچیں تو اور معاملہ پیش آئیگا اور جب قبر سے اٹھیں اور ارواح جو جسم میں اور قبور میں مثالیہ ساتھ قوت و تائید کے ان جسموں میں حلول کریں اور معاملہ پیش آئے سو ان افعال کے اعتبار سے وصف کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ اور اوصاف سے اور جناب الوہیت کے اور نام رکھے جاتے ہیں الیہ المصیر اشارہ اجمالی ہے اسم جنس کے اسماء کا اور مالک یوم الدین بھی اشارہ ہے اجمالی انہیں اسماء کا۔

**نواں نامعہ** یہ آیت ذکر کرے کامل اولیاء کہ ہے مکی معرفت تمام اسماء الہی کو پونے میل و سب اسماء الہیہ کے ساتھ و مخلوق ہوئے میں باعتبار تحقیق اُن کے سوا اُسکی تلاوت کوئی نہیں

کر سکتا ہے اور جو اُس کی استعداد رکھتا ہے اُس کو اس کے پڑھنے سے بہت راد کھل جاتی ہے۔ کامل مطلق کی طرف اور اس آیت سے ایک طرح کی استنباط سے انسان کامل بالفعل پہچان سکتا ہے اور جب ملا و علی اور ملا و اسفل نے عظمت اس آیت کی من حیث الجمال سمجھی ہے یہ آیت نافع ہے شیاطین کی مکروں سے بچنے کو اور بڑی آنورگیوں سے جسے جادو اور نظر لگ جانے اور وسیلہ ہے واسطے مینہ مانگنے جو دہائی کا اور مشکلوں کی کفایت کا اور رزق کی فراخی کا اور شہرت اور بڑے مرتبہ کا چنانچہ آیت الکرسی بھی یہ ہی فائدہ رکھتی ہے یہاں سے ذہن آدمی پہچان سکتا ہے اُس حدیث کا مسر جو عظم الی القرآن آیت الکرسی ہے یشہد اللہ باننا تمکنا لک حیطانا بللی سقفتنا کھیعض کفایتنا لکھم عشق حسا ینتنا۔ ترجمہ ہم اللہ ہمارا دروازہ ہے اور سورہ تبارک ہماری دیواریں ہیں اور سورہ یس ہمارے گھر کی چھت ہے اور لک کھیعض ہمیں کو کافی ہے اور لکھم عشق ہماری آفات سے بچانے کو حاجت ہے۔

**پہلا نامعہ** اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں میں عجیب عجیب خواص رکھے ہیں اور اسی واسطے عالموں نے ہر آیت اور سورہ کو واسطے ہجرت کے مقرر کیا ہے اور خواص قرآن کا علم یہاں سے نکالے اور نکتہ ان آیتوں کے صادر ہونے کا یہ ہے کہ عظمت قرآن مجید کی ملا سافل میں سرایت کرتی ہے ملا و علی کے القاء کے سبب تو ملا و سافل تعظیم سے پیش آتی ہیں۔ اور اپنی ہجرت اور طبیعت سے پڑھنے والے کی مراد میں کوشش کرتے ہیں اور باطل اور شیاطین اسکی عظمت کے سبب بھاگتے ہیں اور بے اوسان ہو جاتے ہیں چنانچہ صحیح حدیث میں لایا ہے کہ لا یستطیعہ البطلۃ ولا یجوزہ یوزلا فاجوز کم اس کی ہر سورہ اور ہر آیت کا حکم افسوں اور منکر ہے جس کا بنی آدم ہر زمانہ میں عمل کرتے رہے ہیں اور اثر اور فائدہ دیکھتے رہے ہیں۔

**دوسرا نامعہ** نکتہ بعض آیات جو بعضی ہمیں کے واسطے مقرر ہیں یہ اطلاع ہے صورت مثالیہ پر کہ کثرت سے پڑھنے سے عارف کی نظر میں پیدا ہوتی ہے اور ضرورہ اُس کے کلمات بسطی کی طبیعت پر ہوگی تو نظر کرتے ہیں اسکی صورت مثالیہ میں ہوشاہ ہے شہری کی سعادت کے اور اُس کے مہویات کے واسطے عمل میں لاتے ہیں اُس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ آیت اللہ لطیف یعبادہ یورث من یشاء وہو القوی العزیز شہری کی سعادت سے بہت متاثر ہے اور جو شہس کی سعادت سے نزدیک ہو اُس کو مہویات شہس میں کام میں لاتے ہیں اور اس



فقیہ کو منکشف ہو رہے کہ یہ رفیع الدن جنت ذوالعرش بیکف الروح من امرہ علی منشیہ  
من عبادہ یبذلون الذلوق بومہم یادون لا یخف علیہم فی النملک  
البومہ للہ الواحد القہار سعادت شمس سے بہت نزدیک ہے اور وہ جو مریخ کی سعادت  
سے بہت قریب ہے اس کو مریخ کے سو بات میں کام میں لاتے ہیں اور فقیر کو یہ بھی معلوم ہوا  
ہے کہ ذی البطش الشدید تعالٰیٰ مایوں مریخ کی سعادت سے بہت مناسب ہے۔  
تیسرا ہامعہ عدد اور وضعین مقرر کرنے میں اور ہیئت خاص تعین کرنے میں بعضے مناسبات  
ہیں کہ صفات ملکیت کے مد کرنے والے ہیں یا اس صورت ثنائیہ کے آخر کی تاکید کے واسطے  
ہیں یا اختیار کرنا ساقول کا جو قبولیت سے نزدیک ہیں یا استحضار کرنا قوت ثنائیہ کا کاس تاثیر کا  
ہے خصوصیت کے ساتھ اور اس کو فراست سے معلوم کرتے ہیں یا رویا دہا ب اور بڑی

بحث ہے طول طویل۔  
چوتھا ہامعہ عارف کامل بھی متوجہ ہوتا ہے قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کی طرف  
اور ایکبارگی ہی ان کے سب خواص جان لیتا ہے اس کے بعد کہ قرآن مجید کی حقیقت و  
عظمت جو ملکوت میں ہے اس سے واقف ہو لیتا ہے اور اس کے نور کو حاصل کر لے اور اس  
سے تمسک کر لیتا ہے تو اس وقت اس عارف کو معلوم ہوتے ہیں بعضے اثر قرآن مجید کے  
بجلا اور اس صورت اجمالیہ کو اوقات سے بچنے کو اور جس میں چاہے صرف کرتا ہے شیخ اس  
قسم سے بعض صورتیں اور آیتیں ذکر کرتا ہے پس غور کر۔

پانچواں ہامعہ یہ فقرہ بہت بڑا حصہ ہے چوروں اور شیطانیوں اور ظالموں سے حفاظت  
کے واسطے پڑھنے والے کو چاہیے کہ جو وقت وہ پڑھے قرآن مجید کے احاطہ کرنے کی صورت اپنے  
خیال میں رکھے اور ہاتھ گردا گرد پھیرے یا عصا سے خط کھینچے اپنے اسباب کے گرد اور  
جو ظالم کے سامنے جائے اور خوف و دہرہ اس کا غالب آئے تو پڑھے کہ بعض اور ہر حرف کے  
ساتھ دہنے ہاتھ کی انگلی بند کرے اور کہے کفایتنا اور پڑھے۔ تم عشق اور ہر حرف کے ساتھ  
بائیں ہاتھ کی انگلی بند کرے اور کہے حمایتنا بعد اس کے جب اس ظالم کے مقابل جائے۔  
دونوں ہاتھ کھول دے اور اس کی طرف پھونکے۔ فسیکفیکم اللہ وہو السعیح العلیہ  
پس کفایت کرے گا خدا تعالیٰ اس کو ظالموں کے شر سے اور وہی ہے سننے والا اور جاننے والا۔  
پہلا ہامعہ اس آیت کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ

آپ سے معاملہ کرے گا دشمنوں کی شر سے بچانے کا اور تمام خلقت میں دین پھیلانے کا لیکن  
شیخ ایک طرح کے استنباط سے ظالموں اور باغیوں سے حفاظت کی صفت استحضار کرتا ہے۔  
اور جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفایت کی بشارت بسبب ایسے مافذ کے ہے کہ  
حقیقت میں حکم کا دار اسی پر ہے اور وہ آدمی کا نصیب ہے خلقت کو واسطے خلقت ارشاد کرنے  
کا ہے اور اس کی کار سازی کرنے کا اور اپنی مراد اس کے ہاتھ پر ظاہر کرنی کہ ان اللہ یا بلغ امرہ تو  
اینا حال اور اللہ کا معاملہ اپنے ساتھ اس کلام سے سمجھتا ہے جیسے کلمہ ولا نقل لہا اوت سے  
مارنا حرام سمجھا جاتا ہے اور بطریق فال کے کہ اعمال تصرفیہ میں بہت معتبر ہے اس آیت سے تمسک  
کرتا ہے اللہ کی عنایت سے کفایت کے واسطے۔

دوسرا ہامعہ اس آیت کا مشہد یہ ہے کہ مصطلح کلیہ کے موافق نور عرش کے چکارے نازل  
ہوتے ہیں ملا اعلیٰ میں اور ملا اعلیٰ سے ملا اسفل میں اور وہاں سے عالم شہادت میں اور وہ نور  
عرش تصرف کرتا ہے الہاموں کا اور تغیرات کا شریروں کی کوششوں میں تاکہ ان کی مراد  
انجام کو نہ پہنچے اور اس پڑھنے والے کو اول الہاموں اور تغیرات سے تصور ہوتا ہے کہ یہ  
ان پر غالب ہوا اور ان کے کمروں کو دفع کرے اور ملا سہا فل کو الہام کرنا اپنی مدد سے اور  
اپنے آدم کے خظروں کو آراستہ کرنا اس کے واسطے اور جب یہ مشہد تمام ہو عارف پر اللہ تعالیٰ  
باعتبار ظہور کے تدبیر کل میں اپنی ذات سے ان کا شرف فرماتا ہے ملا کہ کے الہام سے اور وہ  
جو حدیث میں آیا ہے اللہم انا نجعلک فی خود ہذا اسی مقام سے ہے اور یہ مشہد ایک کفایت  
ہے کہ نور عرش سے پیدا ہوتی ہے لیکن وہ جو کفایت مقام تدبیر سے نازل ہوتی ہے عالم کی  
تقریب ساتھ غیر مطلق کے واسطے اس کے بنا رضایہ ہے اور استعداد والے کی استعداد کے  
پورا کرنے کے واسطے اور جو اس کی فطرت میں پوشیدہ ہے۔

تیسرا ہامعہ یہ آیت سب چیزوں سے بہت نفع کی ہے دشمنوں کے شر سے کفایت طلب کر نیکو  
اگر پڑھنے والا نماز کا شوقین ہے تو اس آیت کو چار رکعت میں تین سو مرتبہ پڑھے یا دو رکعت میں  
ہر رکعت میں پچاس مرتبہ پڑھے اور جو پڑھنے والا ذکر کا شوقین ہے ایک ہزار بار ہر روز پڑھا کر نماز  
دن تک اور جو نبی کے تو اسم کافی کے مدد ایک سو گیارہ بار پڑھے ستر الف مرسل مستقول علیہا وعین  
اللہ ناظرہ الیکنا حول اللہ لا یقدر علیہا اللہ من ذراعتہم یحیط بکل شئ وہو قوآن فحید  
فی کونج تحفوط۔ یعنی عرش کا پردہ پڑا ہوا ہے ہیر اور خدا کی چشم عنایت ہم کو دیکھ رہی ہے۔



خدا کی مدد سے کوئی ہمہ قدرت نہ پائیگا اس کے بعد شیخ تلاوت کرتا ہے آمین واللہ من وراہم محیط یعنی اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے کی طرف سے ان کو احاطہ کرنے والا ہے بلکہ یہ قرآن با عظمت ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔

**پہلا باب** ہمارے نور عرش جس کا بیان ہوا ندیان کی ندیان ملا اعلیٰ کے الہاموں سے اہل زمین پر جاری ہیں اور اسی نور کے حلول سے ان کے دین و دنیا کی اصلاح ہے شیخ نے اُس نور کو پردہ تخیل کیا ہے اور اُس پردہ میں چھپتا ہے حاسدوں اور باغیوں کی آنکھوں سے اور تخیل میں یہ نکتہ ہے کہ قوائے خبیانیہ اور وہمیہ سب عقل کے تابع ہوں اور طلب عزیمت قویہ کے ساتھ واقع ہو یہاں مقصد پناہ میں ہوتا ہے اور پناہ میں ہونا پردہ کے تخیل میں اتم اور اہل طلب اس واسطے کہتا ہے۔ سنا العرش صمدی علیہا

**دوسرا باب** اللہ تعالیٰ کی حفاظت عرش سے گذر کر ملا اعلیٰ سے عبور کر کے اس بندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور الہاموں اور حالوں سے اس بندہ کے ملاسات میں تصرف کر کے اپنی مراد پوری کرتی ہے شیخ اس حفاظت کو نگہبان کے طور سے تخیل کرتا ہے کہ بالکل اس طرف متوجہ ہوا نہیں دو وجہوں سے جو نور عرش میں بیان ہو چکے ہیں اس واسطے کہتا ہے عین اللہ ناظرۃ الینا۔

**تیسرا باب** ہمارے شیخ تیسری بار اُسے آشکار کرتا ہے جو لفظ مترو عین میں متضمن ہے اور مقصد کو خوب روشن کرتا ہے کہ بحول اللہ لا یقدر علیہا اس واسطے کہ دعائیں بار منتخب ہے اور بار بار طلب کرنا عزیمت کی قوت کو برا لگھتے کرتا ہے اور قوت عزیمت ہی دعا کی روح و سر ہے۔

**چوتھا باب** ہمارے یہ کلمہ دو احتمال رکھتے ہیں ایک تو یہ کہ شیخ پر مشکف کر دیا ہو گا کہ تولی عظیم اس مقام سے اس کی متوجہ ہوئی ہے اور وہ تولی عظیم مانند شعاع آفتاب کے اس کے دل کی تہ میں سما گئی ہے اب متوجہ ہوتی ہے اُس ستر کنون کی طرف اور اپنے نفس کو اُن تین کلموں سے حرکت دیتا ہے اور ہشیار کرتا ہے اور اُس کو تمام ہمت سے لیتا ہے اُس سے اعتصام کرتا ہے دوسرے یہ کہ طلب کرتا ہے بطریق یقین اور تاکید کی عزیمت کے اور اُس کے واقع ہونے کا یقین کرتا ہے اور دعا کے قبول کی جی امید کرتا ہے اسی واسطے خبر کا صیغہ اختیار کرتا ہے اور طلب کو بطریق خبر کے لیا ہے اور وہ جو شیخ کے مقامات سے معلوم ہوا ہے وہ بھی وجہ اول کی تاکید کرتا ہے۔

**پانچواں باب** ہمارے واللہ من وراہم محیط اس کا شان نزول کفار مکہ بن کے باب میں ہے اور ان کے واسطے سخت و عید ہے طرح طرح کے عذاب کا لیکن شیخ ایک طرح کے استنباط سے اللہ کا احاطہ اپنی تمام مخلوقات پر علم و کفایت و حفاظت کی ہمت سے سمجھتا ہے اور اس کلمہ کو سلسلہ جنیان اُس بجلی معنوی کا کرتا ہے۔

**چھٹا باب** ہمارے بل ہو فذان مجید فی لوح محفوظ اس کلمہ کے اصل معنی قرآن عظیم کی حقیقت کا بیان اور کفار مکہ بن کا رد ہے لیکن شیخ ایک وجہ کا استنباط سے اس کلمہ میں نظر کرتا ہے اپنی رائے نسبت پر کہ سایہ ہے قرآن کے نزول کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وی کا نمونہ ہے افضل الانبیاء پر اور اُس کو اپنے ذہن میں متخضر کرتا ہے اور اُس کے ساتھ پناہ کی طلب میں کام فرماتا ہے اس واسطے کہ نسبت اہل اللہ کی سدا سعور ہے اور قوی کمیاب ہے اور اسم اعظم ہے جس امر میں اُس سے تمک کرین نافع اور مفید ہے۔

**ساتواں باب** ہمارے یہ فقرہ بہت بڑا حصہ ہے چارو اور نظر لگنے کو اور سحر کو اور آسیب جن اور جو بری آوردگی ہو جیسے بسم اللہ یا بیا حصہ ہے تمام شر اور آفات پوروں اور ظالموں سے اور یہاں یہ نکتہ ہے کہ وہاں قرآن عظیم کہ بہتر محسوس کے ہے لایا اور ایک صورت کا تخیل کیا کہ نگاہیانی میں آفات محسوسہ کے کام میں آئے اور یہاں نور عرش اور عین اللہ لانا ہے ادب امر مثالی ہے اور ذکر ستر اور عین نظر لگنے سے پناہ دیتا ہے یہاں چاہنا چاہیے کہ صورت مثالیہ آیتوں اور دعاؤں کے بہ سبب اختلاف کلموں کے اور تخیلات کے کہ جو اُن کلموں کے ضمن میں آتے ہیں مختلف ہو جاتے ہیں۔ قالہ خیر یوحنا فظا و هو ارحم الراحمین یعنی فی الغل بہت بہتر ہے نگاہیانی کرنے کو اور وہ سب جہانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

**ہمراہ باب** ہمارے یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا ہے جس وقت بنیامین کو بھائیوں نے ساتھ کیا ہے اور اُن سے بنیامین کی حفاظت کے قول و قرار مضبوط کر کے ہیں پھر توکل کے نسبت نے حضرت یعقوب کے باطن سے جوش مارا اور ظاہر کے سبب کو چشم حقارت سے دیکھا اور اُسے کچھ نہ سمجھا اور اپنا کام حضرت ربوبیت کو سونپا اور اُس کی تنگیبانی اور توکل سے تمک کیا۔

**دوسرا باب** ہمارے شیخ ایک طرح کے استنباط سے صوفیہ کے احوال میں سے اس آیت کی تلاوت کے ضمن میں ایک حال سمجھتا ہے اور وہ اسباب ظاہری کو نہ دیکھنا اور اُسے چشم حقارت سے



دیکھنا اور ان اسباب کے لئے حفظ کی طرف بھاگنا اور سب کو چھوڑ کر اللہ کی حفاظت کی طرف  
بھاگنا اور سب کو چھوڑ کر اللہ کی حفاظت میں پناہ ڈھونڈنی اور اس آیت کی تلاوت اس  
کو اس حالت کی تحقیق کی طرف دلالت کرتی ہے اور توکل جو شیخ کے قلب میں پوشیدہ ہے  
اسے حرکت دیتی ہے اور ظاہر کرتی ہے اور یہ حال اس آیت کا مشہد ہے اور اس کا مدلول ہے  
اہل احوال کا ملوں کے نزدیک۔

**تیسرا باب** معہ یہ کلمہ بہت بلیغ سبب ہے حفظ نفس کے باب میں اور اولاد کے باب میں اور جو  
حال شر سے متوقع ہو تو اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کے متاع کی طرف سے محفوظ رہے یا چوروں  
سے محفوظ رہے تو ایک مربع میں تکیہ کرے اور ایک کاغذ پر یا ٹھیکری پر لکھ کر اپنے مطاع میں رکھ دے  
اور اگر کوئی راہ میں رہنوں کا خوف یا چوروں کا ڈر رکھتا ہو یا کوئی ظالم چاہے اس پر زیادتی  
کرے تو اگر نماز کا شوقین ہے تو نماز میں پڑھے صلوٰۃ تسبیح کی طرح چار رکعت میں تین سو بار  
اور جو اسے ذکر میں حلاوت آتی ہو تو ایک ہزار اور ایک دفعہ اس کا ختم کرے اگر ہو سکے ایک  
ہفتہ اس کا ختم کرے اچھی ساعتوں میں جیسے آدھی رات یا وقت زوال یا بعد عصر یا آفتاب  
طلوع ہونے سے پہلے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّ رَبِّیْ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ یَتَوَكَّلُ الصّٰلِحِیْنَ**  
ترجمہ تحقیق میرا کارساز خدا ہے جس نے قرآن مجید نازل کیا ہے اور وہ کارساز کی کرتا ہے  
اچھے کام کرنے والوں کی۔

**پہلا باب** معہ یہ کلمہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا ہے کہ اس سے تکلم  
کرے جس وقت کافروں نے بتوں کی عبادت کا اصرار کیا اور ڈرایا کہ یہ بت تم کو نقصان  
پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اِذْ عَزَاۤءُکُمْ کُنْتُمْ کِیۡدُوۡنَ فَلَا تَنْظُرُوۡنَ اِلَیَّ**  
**اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ یَتَوَكَّلُ الصّٰلِحِیْنَ** طبعی میں تمہارے بڑے اندیشوں سے نہیں  
ڈرتا اور تم سے اور تمہارے بتوں سے مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا تحقیق میرا کارساز خدا ہے۔

**دوسرا باب** معہ شیخ ایک طرح کے استیلا سے ایک حالت کو یاد کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دشمن  
غالب ہوں اور ضرر پہنچانے کا سامان جمع کریں اور کسی طرح ضرر پہنچانے سے باز نہ رہیں اور وہ  
اپنے دل سے اللہ کی ولایت کی طرف بھاگے اور سب ماحبتوں میں اس پر بھروسہ کرے اور  
کسی کو سوائے قدرت و جویہ کے مؤثر نہ بنے اور اپنے سب کام خواہ نفع حاصل کرنا خواہ  
ضرر دفع کرنا اس کو سونپے اور اپنے تئیں اللہ کی ولایت کے ہاتھ میں جیسے بچہ ماں

کی گود میں یا میت غسل کے ہاتھ میں تصور کرے شیخ اس کلمہ سے اس حال کو حاصل کرتا ہے  
اور اپنے دل کو اس کی واسطے حرکت دیتا ہے اور ہوشیار کرتا ہے تو سعادت کے قریب ہو۔  
**تیسرا باب** معہ مول اور اعظم تولی کی تم کتاب نازل کرتی اور شرع مقرر کرتی ہے اس لئے کہ  
اس تولی سے مقصود انسان کی صورت نوعیہ ہے اور اس کا فائدہ عام ہے دنیا و آخرت  
میں تو کتاب کے نزول کا ذکر عارف کی نظر کے سامنے تولی کی صورت بنا دیتا ہے اور عارف  
کے دل کو مصروف کرتا ہے اس مقام کے تعین کی طرف۔

**چوتھا باب** معہ مقام تدبیر سے جو تولی پیدا ہوتی ہے اور اس کی بنا پر اگر نہ رہے اس امر کے  
جو آدمی کے نفس میں روح ڈالنے کے وقت مضمر کیا ہے اور جو اس سے علاوہ رکھیں اور وہ  
عام ہے نیک و بد دونوں کے حق میں اور جو تولی کہ تدلی کے مقام سے ظاہر ہوتی ہے اس کی  
بنا قبول پر ہے اس شخص کو ابتداء سے خلیفۃ القدس میں داخل ہونے کے قابل جانتے ہیں اور  
اس کی طرف نقطہ نصیبی متوجہ ہوتا ہے اور اس کی جہت اور سب ظاہر و باطن کے فیضوں کی  
استعداد رکھتی ہے بعد اس کے ملائکین مذاکرے ہیں کہ لا ان الله احب فلانا فاحیو فیحیوہ  
اور وہاں سے اس کے سب کاموں کی کارسازی اور ہر کمروہات سے حفاظت ظہور میں آتی ہے  
یہاں جو مرقم تولی تھی فرمایا **وَهُوَ یَتَوَكَّلُ الصّٰلِحِیْنَ**

**پانچواں باب** معہ نفقۃ الغیب کے واسطے یہ آیت بہت اثر رکھتی ہے اور انتظام شہر اور  
گھر کے واسطے اگر پڑھنے والے کو نماز میں حلاوت ملتی ہے تو صلوٰۃ تسبیح کی طرح پڑھے اور جو  
اسے ذکر میں بہت حلاوت حاصل ہوتی ہو موافق عدد دسم ولی کے بعد ہر نماز کے پڑھا کرے  
حسبی اللہ لا الہ الاہو علیہ توکل و هو رب العرش العظیم و ترجمہ کفایت کرنے والا  
ہے میرا خدا تعالیٰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر میں نے توکل کیا وہ پروردگار عرش  
عظیم کا ہے۔

**پہلا باب** معہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا یہ ذکر فرمایا ہے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
امت کو اسلام کی دعوت فرماتے تھے اور طرح طرح کی نیکیاں ارشاد کرتے تھے ان میں سے کچھ  
لوگوں نے نفاق اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے مات دے دی تو اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا۔ **فَاَن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلِیۡہِ تَوَكَّلْتُ ہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیۡمِ**  
**دوسرا باب** معہ اس ذکر مشہد اس کی قدرت و جویہ کا دیکھنا ہے کہ تنہا عالم میں تصرف



کرتی ہے مقام تہی سے جو الہام نازل ہوتے ہیں انسان کے سب ملازمات میں حلول کرتے ہیں نفس میں اور مال میں اور اولاد میں اور عزت و آبرو میں ان الہاموں کی طرف سے کچھ تنگی نہیں ہے اگر ہے تو اس شخص کی جبلت اور کسب کی جہت سے ہے کہ ایک جہت سے اس کی کفایت کی مقتضی ہے دوسری جہت سے نہیں ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جیسی انسان میں ذات حق دوسرے یہ معنی کہ کوئی متولی امور اور غالب تمام مخلوقات پر نہیں مگر ذات حق اور یہ معنی پہلے معنی کا یاطن ہے اس واسطے کہ عبادت مختص نہیں مگر توی کے مختص ہونے سے اور یہ معنی ہیں کہ عالم میں کوئی مؤثر نہیں مگر قدرت و ہویہ تہا اور یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان اور تمام موجودات کا کوئی خالق نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور یہ معنی دوسرے معنی کے یاطن ہیں اور یہ معنی ہیں کہ حقائق امتیازی کی تحقیق حقیقت میں نہیں مگر بطور ایک حقیقت و احصاء کا طرح طرح کے مظاہر میں اور معنی یاطن میں تیسرے معنی کے حاصل کلام یہاں مراد معنی توی کے مختص ہونے کے ہیں اس حقیقت میں جو تدبیر کرنے والے عرش پر مستوی ہے اسی واسطے جیسی اللہ و علیہ توکل کے درمیان کلمہ لا الہ الا ہو لائے تاکہ اس کے معنی پر دلالت کرے۔

**تیسرا باب** معہ چاہتا چاہیے کہ قرآن عظیم میں لا الہ الا ہو بہت معانی کے واسطے آیا ہے جیسے کہ فاعلم ان لا الہ الا ہو و استغفر لک ربک یہاں معنی توحید توی کی معرفت کے ہیں اور یہ آیت ہے ذلک کہ اللہ ربکم فلا الہ الا ہو خالق کل شیء فاعبدہ ذلک یہ اشارہ ہے خلق اللہ ملک السموات والارض کا اور کبھی بمعنی ترغیب است کے دروگاری کے اور کبھی عذاب سے ڈرانے کے لئے ہے اور یہ قرآن مجید کے غرائب سے ہے پس غور کر۔

**چوتھا باب** معہ علیہ توکل خبر کی صورت میں ہے یعنی جملہ خبر یہ ہے اور یہ معنی میں انشاء ہے یعنی جملہ انشاء جیسے صفت اعتماد کے واسطے گویا یہ کلمہ صیغہ اس حالت کا ہے اور اس کا لگا بھائی ہے جیسے آواز اُرجُح یعنی کے درد کا بھائی ہے کہ دونوں ایک چشمے سے خوش کرتے ہیں اور باہم متلازم ہیں تو یہ کلمہ عارف کو اس مقام کی حقیقت سے واقف کرتا ہے جیسے اُرجُح سے سینے کا درد مٹوم ہوتا ہے۔

**پانچواں باب** معہ و ہُو رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اس کلمہ کا لا ناعارف کو توی کی حقیقت کی صورت کی تصویر دکھاتا ہے جو توی کے تدلی اعظم سے ظاہر ہوتی ہے جیسے اصولیوں نے کہا ہے کہ حکم کا معلق کرنا مشتق دلائل کرتا ہے مبداء اشتقاق کی علت پر اسی طور و صفت

لا رب العرش العظیم عارف کے روبرو مستحق کر دیتا ہے نور الہی کی صورت کہ عرش پر استوا کی سبب عالم میں پھیلا ہوا ہے اور لا نالفظ عظیم کا تاکید کے واسطے ہے اس کے استحضار کے لئے۔

**چھٹا باب** معہ شیخ ہوا سن نے حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ کے خواص میں ایک رسالہ لکھا ہے اس کا تاہر سُرِّ الْجَلِيلِ فی خواص حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ اور اس کلمہ کے خواص میں اور اس سے تمسک کرنے کے طریقہ لکھنے میں اور تلاوت کرنے میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ میں لکھا ہے سب حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ میں جاری ہے بلکہ بہتر اور نوکتر اس سے ہے غرض کہ حفاظت کے واسطے ضرر سے اور نفقہ الغیب کے لئے اور دشمنوں پر نصرت کے واسطے یہ کلمہ کیما ہے اور عجیب تاثیر ہے اس کا منتقم سر ذائق کے عدد اور کافی کے عدد اور کفیل کے عدد اور ناصو کے عدد کے موافق ہے جس اسم کی حاجت ہو اس کے عدد کے موافق پڑھے بہت اثر رکھتا ہے۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**پہلا باب** معہ برکت ڈھونڈھتا ہوں میں اللہ کے نام سے کہ اس کے نام سے ضرر نہیں کرتی کوئی چیز ضرر کرنے والیوں میں سے نہ زمین اور نہ آسمانوں میں اور وہی ہے سننے والا اور جاننے والا۔

**دوسرا باب** معہ اس دعا کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسے صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے اسے کوئی چیز ضرر نہیں کرتے شیخ اس دعا سے تمسک کرتا ہے ضرر دفع کرتے کو۔

**تیسرا باب** معہ جب اسماء الہی شریعت میں نازل ہوئے اس لئے کہ ان سے اللہ سے تقرب کریں اس کی بلندی اور ان اسماء کی عظمت ملا، اعلیٰ میں ظاہر ہوئی اور ملا، اعلیٰ سے ملا، اہل نے جملہ سیکھے اور یہ شروع ظہور اسماء الہی کا ہے پھر جب اہل اللہ نے ان اسماء سے تقرب و صوفیہا اور ان کو کثرت سے پڑھا تو ان کے ذہن میں ہر اسم کی صورت مثالیہ جدا تمثال ہوئی اور اعمال اللہ لکھنے والوں نے جب ان کی تلاوت کو اعمال ناموں میں لکھا اور اس صورت مثالیہ کو محققوں میں منقوش کیا اور وہاں سے خطیرۃ القدس میں عود کیا جیسے ایک آئینہ میں صورت دوسرے آئینہ سے منقوش ہوتی ہے اور یہ آخر سلطنت اسماء الہی ہے عالم کی طبیعت میں اسماء الہی کا اثر ہوا اور بجائے افسوں و منتر کے اسکی تاثیرات



عالم میں آشکارا ہوئے اُنکو دفع کرنے کو زمین کے ضرر کی چیزوں سے جیسے درندہ اور ہوام کے اور آسمانی ضرر دینے والے جیسے ستاروں کی غوسٹ اور آسیب و جن وغیرہ استعمال کرنا چاہیے۔ اور ہر ضرر دینے والے کے واسطے ایک اسم خاص ہے کہ اُس کا ضرر دفع کرتا ہے لیکن عارف ان سب اسماء کو اجمالاً ملاحظہ کرتا ہے اور سب سے ایک باریگی تمسک کرتا ہے مضرات کے دفع کرنے کو یہ اشارہ اسی معرفت غیبیہ کی طرف ہے اس دعائیں

**پچوتھا ہامعہ** نکتہ یہ جو کہا لایضہ مع اسہ شئی اور یوں نہ کہا لایضہ شئی اُس میں یہ نکتہ ہے کہ پہلے عبارت وصف ذات الہی کا ہے اور دوسری عبارت وصف اسم کا ہے۔ سو غرض تو یہ ہے کہ اُس قہر کی علت مضرات پر اور مضرات کا بیکار کرنا اُس کی نسبت ذاتی الہی سے ہے تو واجب ہوا اختیار اولی کا۔

**پانچواں ہامعہ** یہ دعا بہت اثر رکھتی ہے دفع کرنے میں ہر ضرر دینے والی چیز کے مثلاً درندے اور ہوام اور میوہ و مزاجوں کو ٹھنڈا پانی اور محروم مزاجوں کو گرم پانی اور دوا اور غذا جس میں احتمال ضرر کا ہو اور نظر لگ جانے اور جادو اور درد اور درم وغیرہ اور بد آدمی سے جو خوف بدی کا ہو چاہیے کہ اُس دعا کو تین بار یا سات بار پڑھے اور اُس سے خوف ہو اُس پر دم کر دے یا اسکی طرف چوٹ مار دے اور جو وہ حاضر نہ ہو تو اُس کی صورت خیال میں حاضر کرے اور اسکی نیت سے دو بار پڑھے۔ وَكُحْلُ ذَاكَ قُوَّةُ الْاِلَهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ترجمہ پھرنے کی طاقت نہیں اور کام کرنے کی توانائی نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ بلند قدر بزرگ مرتبہ والا ہے۔

**پہلا ہامعہ** یہ کلمہ بڑی معرفت کا ہے اور وہ معرفت یہ ہے کہ جب موجودات کی طبیعتیں مدد اپنے نوازم اور مقتضیات کے موجود ہوئیں تو قہر مبداء نے پھر ان کو پکڑا اس لئے کہ ان کو غیر مطلق مشابہت دی تو قبض و بسط سے ہر طبیعت میں تصرف فرمایا تو عالم میں خرق عادت مقررہ پیدا ہوئی اور حقیقت میں وہ خرق عادت بھی ہمیشہ سے ہر زمانے میں اور ہر ملت میں جاری ہے۔

**دوسرا ہامعہ** جب عارف یہ حال اپنے نفس میں نقوش کرتا ہے یعنی عقل بھی اُس کی اس کو سمجھتی ہے اور خیال کو ہم بھی اسکی متابعت کرتے ہیں اور یہ حال ایک تاثیر پیدا کرتا ہے عالم میں اور وہ باز رہتا ہے ملاسات کا تاثیر سے جیسے تمہیں معلوم ہے کہ اعتقاد کا اثر بہت

ملاسات میں ہوتا ہے اور یہ حال اور اعتقاد و منکر نہ دلع کے ہے اور یہ ایک ظہم ہے کہ بعد قیامت سے فیض حاصل کرتا ہے اور یہ امر آخرت میں بہت واضح ہوگا اسی واسطے لَاكُحْلُ ذَاكَ قُوَّةُ الْاِلَہِ یا کُحْلُ گناہ جھاڑ دیتا ہے کہنے والے کے اور ان گناہوں کو غناہ سے باز رکھتا ہے اور اسی امر کا اشارہ ہے حدیث شریف میں لَاكُحْلُ ذَاكَ قُوَّةُ الْاِلَہِ ایک خزانہ ہے جنبت کے خزانوں میں سے اور اسی طرح اُمید مغفرت کی اور یہ جانتا کہ خدا غفار ہے بعض گناہ اس شخص کے نفس سے جھاڑ دیتا ہے۔

**تیسرا ہامعہ** یہ کلمہ بہت تاثیر رکھتا ہے نظریہ اور جادو کے رد کرنے میں اور رجعت اور بددعا کے رد کرنے میں اور ہمت اور اہل ہمت اور جوان کے مانند ہو بہت تاثیر رکھتا ہے بِسْمِ اللہِ اَللّٰہِ لَا یَضُرُّکَ اَکَ ان مضرات کے دفع کرنے میں جو محسوس ہوں اور اکثر تاثیر لاجول آہ کے غیر محسوس چیزوں میں ہے جیسے ہمنے بیان کیا ہے۔ بِسْمِ اللہِ اور ستر العرش میں۔

## اختتام مقصد

مقصد تمام ہوا۔ تمام ہونے پر ایک سو کئی ہامعوں کے اُنہیں فقروں کے ضمن میں اور جب ہم یہاں پہونچے شرح حزب البحر سے جیسا ارادہ تھا فارغ ہوئے الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً اور یہ سب حکایت ایک امر و وحدانی تھا کہ یکبارگی کبلی کی طرح چمکا اور شانیا ہو یاد رہا لکھا گیا مگر کچھ حقوٹا سا کہ حفظ حدیث اور علم و دانشمندی سے متعلق تھا اب کچھ مضائقہ نہیں کہ حزب البحر کی دعوت کا طریقہ جو مشائخ نے دعوت کی کتابوں میں لکھا ہے لکھیں تاکہ حزب البحر کی سب باتیں بیان ہو جائیں کوئی بات رہ نہ جائے۔

## خاتمہ

بعض عالموں نے کہا ہے کہ جو شخص چاہے کہ حزب البحر کا عامل ہو جائے تو اول زکوٰۃ ادا کرے۔ ترک حیوانات جلالی اور جمالی کرے اور بدھ کے روزا اعتکاف کرے اور بدھ و جہمات و جمعہ کو روزہ رکھے اور ہر روز بعد غسل اور ایک دو گانہ کے ایک سو تیس مرتبہ پڑھے یا بارہ دن چڑھتے چاند ہر روز تیس دفعہ پڑھے یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ عدد اس لئے اختیار کیا ہے کہ قتاب کے تین سو ساٹھ درجے ہیں تین مشلوں میں یا بارہ درجوں کے ضمن











كَبُرَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَلِّهِمْ وَلَيَبْتَغِينَ  
 اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَيُخَيِّصُ فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ  
 الصُّدُورِ ۝ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى  
 الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ  
 رَبِّهِمْ وَاللَّهُ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ  
 ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ هُكْرَجٌ أُخْرِجَ  
 شَطَاكُ فَازِرَةٍ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوِّفٍ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ  
 لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
 الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ أَبَا تَا نَاجَ حَا  
 خَا دُذَرَازَاسْ شِصْ ضِ طَاظَاغْ غَافَاكُكُلْ مَنَ وَ  
 هَا لَا عِيَا رَبِّ سَرِيلَ وَيَسَّرَ وَلَا تَعْسَرَ عَلَيْنَا يَا رَبِّ ۝

یہاں شاہ ابوالحسن فتاویٰ رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کرے۔

لے یہ حرفت اول سے آخر تک ایک سانس میں پڑھیں۔

# دُعَائے حَرْبِ بَحْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا عَلِيمُ أَنْتَ رَبِّي وَعَلَيْكَ حَسْبِي فَنِعْمَ الرَّبُّ  
 رَبِّي وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِي تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَأَنْتَ الْغَرِيبُ  
 الرَّحِيمُ تَسْلُكُ الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلَامَاتِ وَ  
 الْأَمْرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُونِ وَالشُّكُوكِ وَالْأَهَامِ السَّائِرَةِ  
 يَلْقُوبُ عَنْ مُطَارَعَةِ الْغُيُوبِ تَقْدِرُ بَنِي الْمُرْمُونِ وَذُرُوزُ  
 زَلْزَلِ الْأَشْدِيدِ ۝ وَلَا يَقُولُ النَّافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ  
 مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ فَتَيَبْنَا وَأَنْصَرْنَا وَنَحْرُكُنَا  
 هَذَا الْبَحْرُ كَمَا سَحَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحَرْتَ السَّيَّارَ  
 لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحَرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيدَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ وَنَحَرْتَ الرِّيحَ وَالشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمَانَ

لے یہاں اپنے مطلب کا تصور کرے ۱۲



عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَحَرَّتْ الْمَلَائِكَةُ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحَرَّتْ لَنَا كُلُّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ  
 وَالْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ وَبَحْرُ الدُّنْيَا وَبَحْرُ الْآخِرَةِ تَحَرَّتْ لَنَا  
 كُلُّ شَيْءٍ يَا مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ كَهَيْعَتِهِ ۝ كَهَيْعَتِهِ  
 كَهَيْعَتِهِ ۝ أَنْصُرْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ وَافْتَحْ لَنَا  
 فَإِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَاعْفِرْ لَنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝  
 وَارْحَمْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ وَارْزُقْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّاغِبِينَ ۝  
 وَاحْفَظْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِينَ ۝ وَاهْدِنَا وَتَجْتَازِ الْقَوْمَ  
 الظَّالِمِينَ ۝ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رِجَالًا مِثْلَ لَبَّاسٍ  
 فِي عَمَلِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ

لہ رک پر رہنے ہاتھ کی چھنگلیاں بند کرے (۵) پر اس کے پاس کی (ی) پینچ کی بند کرے  
 انگلی (۶) پر کلمہ کی (ص) انگلی کو بند کرے اور یوں مٹھی بند رکھے۔ دوسرے کھینچ پر  
 چھنگلیاں سے ایک ایک طرف پر انگلیاں کھولے۔ اور تیسرے کھینچ پر پیر پہلے کی طرح بند کرے جب  
 انگلیاں بند رہیں چھنگلیاں کھولے و فتح لیا پر دوسری وغیرہ پیر تیسری کھولے و ارجمنا پر کلمہ کی  
 اور وارز قنا پر انگلیاں کھولے ۳

وَأَجْمَلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكِرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدُّنْيَا  
 وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لَنَا  
 أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَأَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ  
 فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا وَخَلِيفَةً فِي أَهْلِنَا  
 وَاطْمَئِنَّ عَلَى وُجُوهِ أَعْدَائِنَا وَامْسُخِرْهُمْ عَلَى مَكَانَتِهِمْ  
 فَلَا يَسْتَطِيعُونَ الْمُضَى وَلَا الْمَجَى إِلَيْنَا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا  
 عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ  
 لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝  
 لَيْسَ ۝ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَى صَوَاطِ  
 مُسْتَقِيمٍ ۝ تَنْزِيلُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ  
 آبَاءَهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ  
 لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَنْفُسِهِمْ آغْلًا فَنُفِىَ إِلَى الْأَذْقَانِ

لہ از اینجا تا لایر جیون دشمنان و شیطان را ورنیال وردہ از دست راست سمت ایشان اشارہ کنند



فَهُمْ مَفْجُونٌ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَأَوْ مِنْ خَلْفِهِمْ

قرارت مؤلف بضم سین ۱۳

سَدَّ أَفْغَشِيَهُمْ فَمِنْ أَتَى بِصَوْنٍ شَاهِدُ الْوُجُوهِ شَاهِدُ

پہر ددکف دست بر زمین زدند ۱۴

الوجه شاهيت الوجه طوعنت الوجه في القيوم ٥ وقد

هر دو کف دست بر زمین نشاند ۱۲

[illegible]

البحرين يتقيان ٥ بينهما بحر لا يذوقان ٥

حم حم رفعت يا موالله تعالى كل بكاء وقضاة من هذه

الْجَمَاعَاتِ الْبَشَرِيَّةِ تَأْمُرُ بِأَذْنِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ جَمِيعِ الْأَقَابِ الْعَالَمِيَّةِ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لِمَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ عِلْمٌ يَشَاءُ مَا يَدْعُنَا إِلَىٰ ذِكْرِهِ وَلَوْ كُنَّا أَعْيُنًا مُّسِيئَةً لَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الظَّالِمِينَ لَمْ يَجْعَلْ لِّلشَّيْطَانِ شَيْئًا إِلَّا أَن يُفْتَنَ بِهِ الْبَشَرَ وَكَانَ اللَّهُ عَالِمُ الْغُيُوبِ

قَالَ يَا اَللّٰهُمَّ لَا تُقَاتِلْهُ وَلَا تَنْصُرْهُ نَايِسُوْا عَمَلًا لِّمَا وَلَا تَسْلُطُوْا

عَلَيْنَا مِنَ الْأَمْرِ حِمْلًا وَكَفَّ أَيْدِيَ الظَّالِمِينَ عَنَّا مَا

[illegible]

۱۵- (حجم) اول پیش خود دوم پس پشت سوم دست راست چهارم دست چپ پنجم بر خود و بر آستان  
ششم بر زمین و دم کند ۱۶ از بخانا و العابات دست برداشته دعای مطلب کند ۱۷ حم خوانده  
بر دست خود دم کرده بر تمام جسم خود مستهار یا بجالد ۱۸

الأمم وجاء النصر فعلمنا لا ينصرون ٥ ثم تنزل الكتب

مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ

الْعُقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ

بَابُ تَبَارَكَ حَيْطَانُنَا لَيْسَ ۝ سَقْفُنَا كَهَيْعِص ۝ كِفَا بَيْنُنَا

حَمْدُ سِقِّ حَيَاتِنَا فَمَسِيكُفِكُمْ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سَيَسْتَرْعِيهِ رَبُّكَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ وَعَلَىٰ أُولِي الْأَرْحَامِ مِنَ الَّذِينَ هُمْ فِيهَا مَوْتٌ

لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ

فَجِئِدْ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝ قَالَ خُذْهَا وَهَؤُلَاءِ الرَّاكِبِينَ ۝

أَمَّا وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ الَّتِي تَنْزِلُ الْكُتُبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ○

حَسْبِيَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ هُوَ مَعْلَمُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۵. بحر از خضر انگشت بند نماید از دست راست و همچنین بر جمیع از دست چپ فیکه هم انگشت خوانده انگشتان و کند و این آیت را سه بار کند اگر کند ۲۱



وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا لِلَّهِ  
عَلَى الْعَظِيمِ ۝  
سوره بقره ۱۷۲

## اِخْتِتام دعای حزب البحر

يَا اللَّهُ يَا تَوْرًا يَا حَقُّ يَا مَبِينُ اكْسِنِي مِنْ نُورِكَ وَعَلِمْنِي مِنْ  
عِلْمِكَ وَفَرِّمْنِي عَنْكَ وَاسْمِعْنِي مِنْكَ وَابْعُوثْنِي بِكَ  
وَأَمْنِي بِشُؤْرِكَ وَعَرِّفْنِي الطَّرِيقَ إِلَيْكَ وَهَوِّنْهَا عَلَيَّ  
بِفَضْلِكَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَا سَمِيعُ يَا عَلِيمُ يَا حَلِيمُ  
يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ اسْمَعْ دُعَائِي بِمَخَصِّصِ لُطْفِكَ آمِينَ آمِينَ  
آمِينَ ۝ اَعُوذُ بِكَ يَا اللَّهُ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ  
عَظِيمِ السُّلْطَانِ يَا قَدِيمَ الرَّحْمَنِ يَا دَائِمَ النِّجْمِ يَا بَاسِطَ  
الرِّزْقِ يَا وَاسِعَ الْعَطَا يَا دَارِعَ الْبَلَاءِ يَا حَاجِزَ الْبَاسِ يَا غَائِبَ  
يَا مُوجِدَ أَعْنَادِ الشَّدَائِدِ يَا خَفِيَّ اللَّطْفِ يَا لَطِيفَ الصَّنِيعِ

يَا حَلِيمًا لَا تَعْجَلْ اِقْضِ حَاجَتِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْخَرُوفِ الْمَكْنُونِ السَّلَامِ  
الْمُنَزَّلِ الْمُقَدَّسِ الْقُدُّوسِ الْمُطَهَّرِ الطَّاهِرِ يَا دَهْرُ يَا دِهْهُورُ  
يَا دَيْهَارُ يَا أَزَلَ يَا أَبَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
كُفُوًا أَحَدٌ ۝ يَا مَنْ لَمْ يَزَلْ يَا هُوَ طَيَّا هُوَ طَيَّا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط  
يَا كَانُ يَا كَيْنَانُ يَا رُوحُ يَا كَارُنُ قَبْلَ كُلِّ كَوْنٍ وَيَا  
كَارُنُ بَعْدَ كُلِّ كَوْنٍ إِيهْيَا أَشْرَاهِيَا ذُوْنِي أَنْبَاؤُكَ يَا  
عَجَلِي عَظَامِ الْأُمُورِ سُبْحَانَكَ عَلَى جَلْوِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ سُبْحَانَكَ  
عَلَى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَيْسَ  
كَمِثْلُهُ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ تمام شد اللهم صل على سيدنا  
محمد وعلى آل سيدنا محمد كما صليت على سيدنا إبراهيم



وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ عِنْدَ عَجِيدٍ

## تذکرہ حضرت مؤلف

جاننا چاہیے کہ یہ حزب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے یہ کنیت اُن کی اور نام پاک اُن کا علی بن عبداللہ ہے۔ وفات اُنکی ۵۵۰ ہجری میں ہوئی مزار شریف اُن کا ملک عرب میں ہے ایک جگہ کہ نام اُس کا درخیز ہے نقل ہے کہ شیخ موصوف جبال قاہرہ میں کہ نام ایک شہر عید کا ہے بسکن گزین تھے کہ حج کا زمانہ قریب آپہنچا اسوقت تمام طریقہ و یاران حقیقت سے فرمایا کہ غیب سے اس سال حج کرنے کا اہام ہوا ہے تم جاؤ کوئی جہاز تلاش کرو بموجب ارشاد وہ لوگ جہاز کی تلاش کو گئے لیکن کوئی جہاز اہل اسلام کا نہ ملا۔ ایک پیر نصرانی کا جہاز جاتا تھا ناچار اُسی پر معیاران سوار ہوئے جبکہ لنگر جہاز کا اٹھا اور آبادی قاہرہ سے گزرے یکا یک ہوا جہاز کے مخالف چلی ناخدا نے جہاز کو روکا اسیں ایک ہفتہ اُسی جگہ جبال قاہرہ میں توقف ہوا اسوقت منکروں اور کافروں نے زبان طعن کی کھولی اور کہنے لگے کہ شیخ نے ارادہ حج کا کیا ہے اور وقت حج کا عنقریب آپہنچا اور جہاز کی یہ کیفیت ہے کہ یا مخالف کے چلنے سے جنبش نہیں کر سکتا یہ کبھی شیخ کس طرح حج کرتے ہیں شیخ کو اس بات کے سننے سے سخت رنج ہوا اتفاقاً آپ کو اُسی حالت میں تندرستی پس خواب میں غیب سے آپ کو اس دعا کے پڑھنے کا اہام ہوا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فوراً وضو کر کے اسکو پڑھنا شروع کیا اور ناخدا سے فرمایا کہ لنگر اٹھا اُس نے کہا اگر لنگر اٹھاؤں گا تو اسی وقت جہاز چکر کھا کر اٹھا واپس چلے گا۔ یہ شیخ موصوف نے فرمایا کہ جہاز چھوڑا اور صانع مطلق کی صنعت کو دیکھ آخر کار جب ناخدا نے لنگر اٹھایا تو اُس وقت سے ہوا موافق چلی کہ زودی تمام منزل مقصود پر پہنچے۔ پھر دیکھنے اس کرامت کے نصرانی کے رط کے مشرف یا سلام ہوئے لیکن وہ پیر نصرانی مسلمان ہنوارات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ مع جماعت عظیم اُن رکوں کو ہمراہ لئے ہوئے بہشت میں جاتے ہیں اُسے چاہا کہ پیچھے پیچھے میں بھی چلا جاؤں پس ملا کہ کرام نے اُسکو روکا اور چکر کر کہا کہ تو ابھی کاغذ ہے اس میں جانے کے قابل نہیں یہ دیکھ کر بیدار ہوا اور صبح کو یہ بھی مسلمان ہوا اور رفتہ رفتہ مدارج عالیہ کو پہنچا۔

## طریقہ دعا حزب البحر کے پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا

(منقول از بیاض حضرت مولانا شاہ ولی اللہ نقشبندی مجددی رامپوری)

واضح ہو شخص چاہے کہ دعا حزب البحر کا حال ہووے تو اول چند شرطوں کے ساتھ زکوٰۃ دے ورنہ خوف رجعت یعنی ہلاکت اور ضرر کا ہے پہلی شرط یہ کہ صاحب مجاز سے اجازت لے دوسری ترک حیوانات نجس و جلالی کرے تیسری کپڑا سلا ہوا نہ پہنے تیار ہو خواہ دھلا ہو جیسے کہ احرام کا پہننے میں۔ چوتھے روزہ رکھے اور مسجد میں اعتکاف کرے رو بقیدہ نہ بیٹھے اگر وضو جاتا رہے فی الفور وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے حزب مذکور کو پورا کرے پانچویں کھلے اور پینے اور وضو و غسل میں دریا کا پانی استعمال کرے چھٹے یہ کہ کھانے کے واسطے صرف جو کی روٹی تنگ لاہوری ملا کر ان شرطوں کے ساتھ پکائی جاوے اولاً یہ کہ بخوردیا کے پانی سے دھوکر با وضو پیے یا وین دوشہ سے یا وضو لکڑی کی آگ سے روٹی پکائی جاوے اور یہ خیال رہے کہ اُس لکڑی میں کیڑے وغیرہ نہ ہوں۔ بعد پکالانے شرائط مذکورہ بالا کے تین روز تک ایک سو تیس مرتبہ پڑھے اور زکوٰۃ کے تمام ہوئے تنگ جملہ شرائط کا لحاظ رکھے بعد دینے زکوٰۃ کے ہر نماز کے بعد اگر ممکن ہو ایک بار پڑھ لیا کرے ورنہ بعد نماز صبح اور عصر اور مغرب کے ضرور پڑھا کرے اور جب کوئی حاجت پیش آوے اسوقت ایک فقرہ حزب مذکور سے جو مطلب کے مطابق ہو یا کوئی اسم اسمائے الہی سے یا کوئی آیت آیات شریفہ سے مناسب مقصد ہو اُس فقرہ کے آخر میں ملا کر شربا پڑھے اور صورت مطلب کو لحاظ میں رکھ کر مکرر کرے اسطور پر کہ پہلے حزب کو شروع کرے جبکہ اُس فقرے پر پہنچے بموجب طریقہ مذکورہ بالا کے پڑھے اور پڑھنے کے وقت حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہوتا کہ مؤثر زیادہ ہوگا اور ایک جماعت نے اہل دعوت سے کہا ہے کہ چہار شنبہ اور پینشنیہ اور جمعہ کو روزہ رکھے اور ہر روز بعد غسل ایک دو گانہ ادا کر کے ایک سو تیس مرتبہ پڑھے یا بارہ روز عروج ماہ میں ہر روز بین دفعہ پڑھے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعَلٰیہُ اَحْکَمُ

## دعا حزب البحر کے اشارات کا بیان

حروف ہجائی آبا تا تا کو اول سے آخر تک ایک دم میں پڑھے اور صاحب حزب یعنی حضرت



دشمنوں کی ہلاکی کے واسطے **وَاطْمَسْ يَرْجَعُونَ** تک فقرہ ہے اسم **شَدِيدُ الْإِنْتِقَامِ**  
 اور یا اسم **يَا مَنِ** کو ستر بار پڑھے زیادتی علم کے واسطے ایسے کرچیکم تک فقرہ ہے اسم  
**يَا عَلِيمُ** کو ستر مرتبہ پڑھے نرمی دونوں معترضین کے **حَسْبِيَ اللَّهُ** سے عظیم تک  
 فقرہ ہے جو آدمی کہ فقرہ مذکور کو وقت صبح اور شام سات سات مرتبہ پڑھے جس مطلب  
 کے واسطے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کو بلائے گا واسطے شفاء امراض کہ **يَسْمِعُ اللَّهُ الَّذِي**  
 سے عظیم تک فقرہ ہے اسم یا شافی کو ماکر ستر بار پڑھے واللہ اعلم بالصواب  
**الْبَيْتُ الْمَرْجِعُ وَالْمَكَابِ**

### طریق پڑھنے دعا تریب البحر کا واسطے حصول مقاصد مخصوصہ کے

اگر کوئی شخص کسی کام میں عاجز ہو گیا ہو اور کوئی صورت اُسکی سرانجام کی نہ ہو تو اُسکو چاہیے  
 کہ ایک مقام خالی اور صاف پاکیزہ میں دو رکعت نماز ادا کرے اور بعد سلام کے اس دعا کو  
 پانچ یا سات بار پڑھے **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** اسکی شکل سان ہوگی واسطے حسب کے بارہ بار یا سات یا  
 عشق گلاب پر پڑھ کر دم کہے جب جب لکھا پر پڑھے تو ستر بار پڑھے **يُجِبُكَ اللَّهُ**  
**وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ** بعد اس کے کہ یا خدا رحمت اور دوستی فلاں بن فلاں  
 کی بیچ دل فلاں بن فلاں کے اور اُس کے تمام اعضا اور استخوان میں ظاہر کر کہ ایک لحظہ بغیر  
 اُس کے اُس کو قرار نہ پڑے۔ آمین اور دعائی ہتھیلی زمین پر مارے اسی طریق پر تین روز  
 پڑھ کر اُس گلاب کو شیشے میں رکھے جو وقت محبوب کے سامنے چارے اس گلاب میں سے  
 تھوڑا سا اپنے منہ پر لیا کرے واسطے زبان بستی دشمنوں کے بارہ روز تک  
 ہر روز تیس بار پڑھے جب **وَاطْمَسْ عَلَى دُجُوبِ اَعْدَائِنَا** یا شہادت الوجوہ پر پڑھے  
 ستر بار کہے یا قَاهِرُ الْبَطْشِ الشَّدِيدِ الَّذِي كَيْدُكَ اَنْتِقامُ يَا قَاهِرُ خُذْ  
 فلاں کو ساتھ شہر اور قہر اور غضب اپنے کے بتلا کر اور اُسکی آکھ اور کان اور زبان کو باندھ دے  
 وہ اپنی طرف اُسکو شول کر واسطے شفاء مہض کے بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے  
 اور جب **يَسْمِعُ اللَّهُ الَّذِي لَا يَهْرُ مَعَهُ رَسْمٌ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ**  
**السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** پڑھے تو ستر بار پڑھے۔ **وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ فَاَهُوْشَاءُ**  
**وَدَحْجَةً لِلْمُؤْمِنِينَ** یا شافی شفاء بخش فلاں بن فلاں کو تمام بیماری اور موت سے

واسطے تسخیر بادشاہوں اور امیروں کے بارہ روز تک ہر روز بارہ بار پڑھے اور جب  
**يَا مَنْ يَبْدَأُ مَا كُنْتُ مِنْ شَيْءٍ وَالْبَيْتُ يَرْجَعُونَ** پڑھے تو ستر مرتبہ کہے یا عزیز  
 عزیز کر مجھ کو آنکھ فلاں بن فلاں کے بعد اس کے **اِنَّكَ اَنْزَلْتَ** تین بار پڑھے اور بعد  
 پوری ہونے دعوت کے جب اُس گھر کو جاوے تو ایک مرتبہ اس دعا کو پڑھے واسطے امن  
 راہ اور سلامتی سفر کے پہلے اس کے کہ سفر میں جاوے تین روز روزہ رکھے اور تینوں دن  
 مع شراعت دعوت بارہ مرتبہ روز اس دعا کو پڑھے۔ جب **يَهْوِلُ اللَّهُ لَا يَفُوتُ رُحْلَيْنَا** پر  
 پہنچے تو ستر بار کہے۔ **يَا حَفِظْتَ اَحْفَظْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَلَاءَاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ**  
 اور جب روانہ ہووے یا جس مقام میں اترے اور جس جگہ پر کیس طرح کا خوف اٹا رہا میں ہو  
 تو ایک بار اس دعا کو پڑھ لیا کرے واسطے محفوظ کشتی اور جہاز کے پہلے اس کے  
 کہ کشتی یا جہاز پر سوار ہو تین روز تک ہر روز ستر بار پڑھے اور جب **يَهْوِلُ اللَّهُ لَا يَفُوتُ رُحْلَيْنَا**  
 پہنچے تو ستر مرتبہ یا **حَفِظْتَ اَحْفَظْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَلَاءَاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ** پڑھے اور  
 کہے خداوند میں اپنے تئیں اور اپنے مال و اسباب اور رفیقوں کو تیری امانت میں سونپتا  
 ہوں خیریت سے کنارے پر پہنچا بعد اس کے پانچویں وقت کشتی میں اس دعا کو اپنا اور رکھے اور  
 جب طوفان ہووے تو جب تک طوفان دفع ہو یہ دعا پڑھتا رہے واسطے حصول غنا  
 اور توبہ کی کے تین روز تک ہر روز تین بار پڑھے جب **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**  
 ستر مرتبہ پڑھے تو ستر مرتبہ کہے۔ **يَا غَنِيُّ اَغْنِنِي يَا ذَا الْقُوَّةِ بِرُفْقَا**  
**طَبِيبًا وَاسْعَاءِ قَبْرِ حَسْرَابٍ** اور ہر روز سات فقروں کو روٹی شیرنی کے ساتھ بقدر  
 وسعت اپنی کے دے تاکہ دروازے فتوح کے اُس پر کھل جاویں واسطے ادائے  
 قرض کے تین روز تک ہر روز پندرہ بار پڑھے اور جب **وَرُفْقَانَا نَاكَ خَيْرُ الرَّاقِبِينَ**  
 پڑھے تو ستر مرتبہ کہے۔ **اَللّٰهُمَّ اَلْفَنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاعْنِنِي بِفَضْلِكَ**  
**عَنْ سِوَالِكَ وَبَطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ**۔ واسطے انشاء صدر اور زیادتی  
 ذہن اور فہم کے تین روز تک ہر روز قدر یا گلاب یا شیرینی پر پڑھے اور جب **مَلْهُو**  
**قُرْآنٌ عَجَبٌ فِي كَوْنِ قَحْوَظٍ** پڑھے تو سات مرتبہ **رَبِّ الشَّرْحِ لِي صَدْرِي** پڑھے  
 لیکن چاہیے کہ ہر روز تہار پڑھا کرے تاکہ دل کشادہ اور فہم زیادہ ہو جاوے واسطے  
 کمال معرفت اور غلبہ حال کے تین روز تک ہر روز انیس بار پڑھے اور جب **بَيْتُكُمْ**



تَوَخَّخَ لَا يَبْغِيَانِ ۝ بِرَبِّهِنَّ تَوَسَّلَ بَارِكْهُ . لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا كَانَ مَعَكَ نَبِيُّكَ وَحَقِيقَةُ الْيَقِينِ بِوَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ واسطے سلامتی ایمان کے تین روز تک ہر روز پڑھے۔ جب حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ پڑھیں تو شتر بار کہے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا صَادِقًا وَبَقِيَّةً كَامِلَةً وَقَسْدَ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونَنَّهُ بِمَا قَاهَرُوا النَّبَطِشَ الشَّدِيدَ الَّذِي لَا يَطَاقُ أَنْتِقَامُهُ يَا قَاهِرُ سَائِتِ مَرْتَبِ پڑھے۔

## دُعائے حزبِ النصر

حزبِ النصر کو بعض لوگ حزبِ فخر بھی کہتے ہیں حضرت مولانا سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات سے ہے بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ابی الموہب شاذلی کی تالیف سے ہے آیہ حسبن اللہ ونعم الوکیل شمشیر مویشین ہے اور اس موقع پر دعا مانگنی چاہیے بعض عارفین کہتے ہیں کہ ہلاکت اعدائے نہایت سخت اور قبولیت کے لئے قریب تر اس سے بہتر میرے نزدیک کوئی نہیں۔

اس کے عمل کی یہ ترکیب ہے کہ غسل کے بعد حزبِ لوگ سو جائیں تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور تشہد پڑھنے کی ہیئت پر بیٹھیں اور حضور دل سے آیہ حسبن اللہ ونعم الوکیل ۵۰ مرتبہ پڑھیں اور اپنے مطلوب کا تصور کرے جب اس تعداد میں پڑھ چکے تو سات مرتبہ یہ حزب پڑھے پھر آیت مذکورہ کو ۵۰ مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد پھر اس دعا کو سات مرتبہ اس کے بعد قننا ہو سکے خواہ ۵۰ مرتبہ آیت مذکورہ اور سات مرتبہ یہ حزب ہمیشہ پڑھتے رہے کئی رات تک سہ درپے یہ عمل کرے یہاں تک کہ مدعا حاصل ہو جائے بعض عارفین کا بیان ہے کہ میں نے اس کا خوب تجربہ کیا ہے اور بہت سے سرکش اور ظالم اس کے پڑھنے سے ہلاک اور تباہ ہو گئے ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ شرعاً جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو اس کی تباہی کے لئے صرف اپنے نفس کو خوش کرنے کی خاطر سے نہ پڑھے اور نہ اس کا وبال اسی کی طرف عود کرے گا۔ بعض لوگ باطنی اعدائے ہلاکت کے لئے بھی اس کو

پڑھتے ہیں لہذا دعا پڑھتے وقت اعدائے موقع پر باطنی اعدا کا تصور کرنا چاہیے جو شخص اس آیت مذکورہ کو ہر نماز کے بعد ۴۵۰ مرتبہ اور دعا کو تین مرتبہ پڑھا کرے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اور وقار پیدا ہوا اور لوگ اس سے ڈرنے لگیں اور اگر کسی سرکش کے غصے کے وقت اس حزب کو پڑھے تو اس کا غصہ فرو ہو جائے جو شخص کسی ظالم کی قید میں ہو گا اسے چاہیے کہ سوتے وقت گیارہ مرتبہ اس حزب کو پڑھے خدا چاہے وہ اپنے دشمن پر غالب ہو جائیگا اور وہ مقہور و مغلوب ہو گا یہ تجربات میں سے ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ آیت شریف کے نقش کو جو شخص لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ نیز آیت شریف کو ۴۵۰ مرتبہ اور دعا کو تین مرتبہ پڑھے تو اہل اور وزراء کے دلوں میں اس کی بہت بڑی ہیبت پیدا ہو اور جو شخص آیت شریف کے نقش کو طالع سعید میں سفید حریر کے ٹکڑے پر لکھے اور آیت کو ۵۰ مرتبہ اور دعا کو تین مرتبہ پڑھ کر اپنے پاس رکھے تو اللہ تعالیٰ تمام اسباب ضروریہ اس کے ہمیا کر دے گا اور خدا کے حکم سے وہ مقبول دعا ہو گا۔

## وہوہذل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ يَسْطُوْةَ جَبَرُوْتٍ تَهْلِكُ وَيُسْرَعَةُ اَعَانَةُ نَصْرِكَ وَبِقُوَّتِكَ لَا تَهْلِكُ حُرْمَاتِكَ وَحِمَامَاتِكَ لِيَمُنَّ اِحْتِمَى يَا يَا تَنْ نَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا سَمِيعُ يَا مُجِيبُ يَا سَرِيعُ يَا جَبَّارُ يَا مُنْقِمُ يَا قَهَّارُ يَا شَدِيدُ الْبَطْشِ يَا مَنْ كَذَبَ عَجْرُ الْجَبَابِرَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلَيْهِ هَلَاكُ الْمُتَمَرِّدَةِ مِنَ الْمُلُوكِ إِلَّا كَاسِرَةً أَنْ تَجْعَلَ كَيْدَ مَنْ كَادَ فِيَّ فِيْ خَيْرٍ وَمَكْرَ مَنْ مَكَرَ فِيْ عَائِلِ الْإِلَهِ وَحَقْرَةً مِنْ حَقْرِيْ وَافْعَالِهِ أَوْ مَرْصَبِيْ شِبْلَةَ الْخُدَاعِ اجْعَلْهُ يَا سَبِّحُ مَسَاقِ الْإِنْبَاءِ وَمَصَادِ الْإِنْبَاءِ سَبِّحُ إِلَهِكَ اللَّهُمَّ حَقِّ كَهَيْعَتِ الْكَفَى الْعَدُوِّ لِقَوْمِ الرَّدَا أَوْ اجْعَلْهُمْ لِحُلِّ حَبِيبٍ قَدْ أَوْسَطَ عَلَيْهِمْ عَاجِلُ النِّقْمِ وَالْأَعْدَاءِ اللَّهُمَّ بَيْنَ دُشْمَانِهِمْ اللَّهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُمُ اللَّهُمَّ قَلْبَ عَدَدِهِمُ اللَّهُمَّ قَلْبَ حُدُودِهِمُ اللَّهُمَّ اجْعَلِ الدَّائِرَةَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ أَرْسِلِ الْعَذَابَ إِلَيْهِمْ اللَّهُمَّ أَخْرِجْهُمْ عَنْ دَائِرَةِ الْحُلُوِّ وَأَسْلِبْهُمْ مَدَدَ الْإِهْمَالِ وَغَلِّ أَيْنَ يَهْمُ







صحیح بخاری عربی	ہدایہ اولین مولانا عبدالحی صاحب علیمی	کنز الدقائق کلاں اعلیٰ عربی	صحیح مسلم عربی
قرآن مجید ۲۰۲۸۶ صفحہ عربی	قرآن مجید چوب تم ۲۲۸۲۹ صفحات	قرآن مجید مثل نظامی صاحب ۲۲۸۲۹ صفحات	قرآن مجید بلی نور ۱۵ ۲۰ صفحات
بہشتی زیور کمل و مدلل	تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی صاحب معدنہ	تعلیم الدین عربی خود ساز	مختصر المعانی مولانا شیخ احمد
صدی شرح حدیث شریف عربی	بیضاوی درسیہ عربی	تسبیل الدعا عربی	شرح تہذیب عربی
حسن المواعظ برہر حصہ	گلستان بقیہ عربی	ہدیہ سعید عربی	شرح مائتہ اعمال کلاں مدلل ترکیب عربی
ترندی شریف	مواہم مالک عربی	مناجات مقبول عربی	

ملنے کا پتہ: مطبع مجتہائی پاکستان ۱۵- ہسپتال روڈ - لاہور